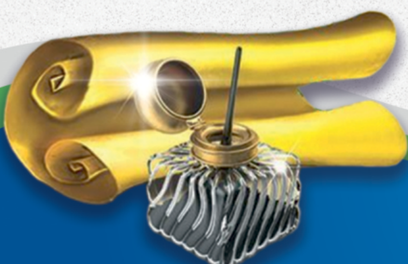
غیر مقلدین کی خرافات سے بھری ہوئی کتاب "الآیات البینات" کا ردّ بلیغ
اور دنداں شکن جواب جس کا آج تک کوئی اہل حدیث جواب نہ دے سکا

بنام

انوار الہدایات

فی ردّ جہالات من اضلّ بالآیات البینات





مصنف

خلیفہ حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری

محمد نعمت اللہ قادری حامدی حبیبی

علیہ الرحمۃ والرضوان

نعمتی پبلیکیشنز



يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ

غیر مقلدین کی خرافات سے بھری ہوئی کتاب "الآیات البیّنات" کا ردّ بلیغ
اور دنداں شکن جواب جس کا آج تک کوئی اہل حدیث جواب نہ دے سکا

بنام

انوار الھدایات

فی رد جہالات من اضلّ بالآیات البیّنات

مصنّف

خلیفہ حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری
محمد نعمت اللہ قادری حامدی حبیبی
علیہ الرحمۃ والرضوان

نعمتی پبلیکیشنز

انوار الہدایات

فی ردّ جہالات من اضلّ بالآیات البیّنات

مصنّف	خلیفہ حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری محمد نعمت اللہ قادری حامدی حبیبی علیہ الرحمۃ والرضوان
باہتمام	تجدیدِ انوار الہدایات (واٹس ایپ) گروپ
کمپوزنگ	نعمتی گرافکس
اشاعت اول	1397ھ/1977ء
اشاعت جدید	24ذی الحجہ 1447ھ مطابق 11 جون 2026ء (بروز جمعرات)
بموقع	۴۳واں سالانہ عرس نعمت ملت علیہ الرحمۃ والرضوان
صفحات	۱۱۴ (ایک سو چودہ)
تعداد	1000 (ایک ہزار)
ناشر	محمد مصطفےٰ حبیبی صدر حبیبی کمیٹی گوجیدرہ
ناشر جدید	نعمتی پبلیکیشنز
قیمت	50
ملنے کا پتہ	دار العلوم حبیبیہ نعمتیہ گوجیدرہ، تحفظ نعمت کمیٹی گروپ گوجیدرہ

فہرست

شرفِ انتساب

امام الائمہ، سراجُ الأمۃ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

و

قاضی القضاۃ، صاحبِ قیاس واستنباط، حضرت امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

و

امام المحققین، صاحبِ المبسوط، حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

و

شیخ المحدثین، محقق علی الاطلاق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

و

امام عشق و محبّت، مجددِ دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

و

حاملِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ناصرِ اہلِ سنت، حضور مجاہدِ ملت علامہ حبیب الرحمن عباسی رحمۃ اللہ علیہ

و

یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! یا حبیب اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

ہدیۂ تشکر

حامداً و مصلیاً و مسلماً و شاکراً

اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کو ہی حمد جو پالنہار حقیقی ہے جو عطاو منع کا اصل منبع اور نفع و ضرر کا حقیقی ماویٰ و ملجا ہے، موت و حیات جس کے دست قدرت میں ہیں، جس کے کن فرمانے سے عالم، وجود پزیر ہوا۔ ہم اپنے رحمٰن ورحیم پروردگار کی بارگاہ میں سراپا شکر گزار ہیں کہ اس نے ہم جیسے ظلوم و جہول کو اپنی عبادت میں لگایا اور اس پر بھی سپاس گزار اور ممنون ہیں کہ اس نے ہمیں بہت سارے انعام و اکرام سے نوازا، جن میں سب سے بڑی نعمت وہ ہے جس کا خود خدائے تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا'' (النساء، آیت ۱۶۴:)

آیت کی مراد حضور احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی مدحت بیان کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو یاد کرنے کا حکم فرماتا ہے:

''يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ'' (البقرۃ، آیت:۴۰)

اور ایک آیت ہے جس میں فرمایا گیا اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو:

''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ'' (والضحیٰ، آیت:۱۱)

اسی لیے ایک مومن و مسلمان کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے رب کی نعمتوں کو یاد کرے پھر چرچا کرے اعلان کرے۔

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام　　جان کافر پر قیامت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب　　اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
یا رسول اللہ! دہائی آپ کی　　گو شمالِ اہل بدعت کیجئے
غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل　　یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

یارسول اللہ یارسول اللہ یارسول اللہ یاحبیب اللہ یاحبیب اللہ یاحبیب اللہ۔

خیر ہم جن نعمتوں سے مالامال ہیں ان کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ کرتے رہیں گے۔

حضور صاحب لولاک احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

"مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ" (رواہ الترمذي وأحمد)

جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا نہیں لایا۔ سب سے پہلے ہم حضور نعمت ملت علیہ الرحمۃ کے شکر گزار ہیں کہ حضرت نے اس پرفتن دور میں ہماری رہنمائی فرمائی، ہمیں اس کتاب کی صورت میں مشعل راہ دیا، بدمذہبوں اور کافروں کے سامنے سینہ سپر ہونا سکھایا، پھر ان سارے بزرگان دین کے احسان مند ہیں جنہوں نے کتاب پر خوبصورت تقریظ کی صورت میں کتاب کو اور زیادہ معتمد بنایا، اب جبکہ جدید ایڈیشن اشاعت کے قریب ہے اس حیثیت سے ہم قابل ذکر شخصیات، خاص کر ان اساطین ملت کے احسان منداور قدرداں ہیں جن حضرات نے **"انوار الہدایات"** پر تقریظ یا دعائیہ کلمات لکھ کر ہم پر احسان کیا یا تصحیح و مشورہ کی صورت میں انعام و امتنان کیا، ان کے اسما گرامی یہ ہیں:

نائب قاضی اسلام فی الھند، ممتاز الفقہا حضور محدث کبیر علامہ مولانا الحاج حضرت

مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی،

قاضیِ اڈیشہ حضور حبیب ملت علیہ الرحمۃ متولی و سجادہ نشیں خانقاہ حبیبیہ، دھام نگر شریف، و دار العلوم مجاہد ملت، حضرت کے دعائیہ کلمات رونق کتاب ہیں۔

اور خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند مفتی شمس الدین احمد قادری رضوی، چھوٹی تکیہ، بہرائچ شریف، حضرت کی تقریظ مبارک، زینت کتاب ہے۔

اب باقی رہے استاذ العلما مفتی مشکور ازہری صاحب قبلہ استاذ دار العلوم مجاہد ملت اور استاذ الشعرا مفتی صابر حسین مجاہدی ان دو صاحبان نے تصحیح میں خوب مدد کی ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم کے مطابق جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہم نے جدید تقریظ و دعائیہ کلمات کو قصداً شروع میں رکھا، کہ ایک ساتھ اس اڈیشن کی تفصیل واضح ہو جائے پھر اصل کتاب شروع ہو۔

آخر میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ حضور نعمت ملت کی ایک مختصر سوانح اور منقبت شامل کتاب ہے، جس کا مطالعہ برکتوں اور رحمتوں سے خالی نہیں ہو گا۔

پچاس سال بعد اس اڈیشن میں کیا کام ہوا ہے؟

سب سے پہلے تو ہم نے مکمل کتاب کا ٹیکسٹ بنایا۔ پھر حتی الامکان اصل نسخہ سے مطابقت کی گئی۔

بعض جگہ کتابت کی وجہ سے دقت ہوئی تو معتمد علماے کرام سے رابطہ کر لیا گیا، جیسے کہ ناشر مسلک اعلی حضرت، کرامت حضور مجاہد ملت حبیب العلما مفتی عثمان شمسی صاحب قبلہ مدظلہ العالی استاذ دار العلوم مجاہد ملت سے ہمیں رابطہ کرنا پڑا۔

شروع میں ایک فہرست کی زیادتی کی گئی اور حوالہ جات کے لیے قرآن کی آیت کے فوراً بعد سورہ، پارہ اور رکوع کو لکھ دیا گیا اور حدیث کے مصادر و مراجع کے لیے کتاب میں ذکر کردہ احادیث کریمہ میں نمبر لگا کر تمام حوالہ ایک ساتھ آخر میں دے دیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع میں کتاب کا نام پھر جلد پھر باب پھر صفحہ پھر مطبوعہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامت ترقیم پہلے ہی سے کتاب میں تھی، پھر بھی حتی الوسع مطابقت میں کوشش کی گئی ہے۔ جہاں گول براکٹ و ہلالین ہے وہاں مصنف کی عبارت ہے۔

آخر میں ہم پھر سے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہیں اور ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں دامے درمے سخنے قدمے حصہ لیا خدائے تعالیٰ ان کی محنت کی قبول کرے ان کے عمل کا بدل نہیں بلکہ ان کو اپنے بے پایاں فضل و کرم کے سمندر سے دو چند قطرہ ہی نصیب کر دے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ملاحظہ: جدید ایڈیشن میں حتی الامکان کتابت وغیرہ پر نظر رکھی گئی ہے، باقی اہل علم کے حوالے۔

من جانب:

تجدید انوار الہدایات گروپ

دعائے حضور محدث کبیر مدظلہ العالی

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ، عطائے حضور حافظِ ملت، ممتاز الفقہاء والمحدثین، غزالیِ دوراں، رازیِ زماں، استاذ العلماء والفقہاء والمتکلّمین، امیر المؤمنین فی الحدیث، نائب قاضیِ اسلام فی الہند،

حضور محدث کبیر علامہ مولانا الحاج **مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری** امجدی مدظلہ العالی

اللہ تعالیٰ اس (انوار الہدایات) کی اشاعت میں حصہ لینے والوں کو خیر و برکت عطا فرمائے، مولیٰ اپنی رحمتوں سے نوازے، کتاب کو قبول فرمائے اور آپ کو بھی قبول فرمائے۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۱۰ر جمادی الاخریٰ ر۱۴۴۶ھ

مطابق ۱ر دسمبر ۲۰۲۵ء

دعائیہ کلمات

قاضئ اڈیشہ حضور حبیب ملت **سید غلام محمد صاحب قبلہ** مدظلہ العالی

متولی و سجادہ نشیں خانقاہِ حبیبیہ، دھام نگر شریف، ضلع بھدرک، اڈیشہ

نحمده ونصلي علیٰ رسوله الکریم

بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین متین کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ علمائے ربانین کی کیا شان ہے کہ وہ تو خاص اسی خدمت کے لیے چن لیے گئے ہیں ۔ جن علمائے کرام کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہوا، انہوں نے سب سے بے پرواہوکر اس دین کی بے لوث خدمت کی اور اس کو رضائے الٰہی کا ذریعہ بنا کر انہوں نے دونوں جہان کی سعادت مندی اور سرفرازی حاصل کی۔ خدمت دین کے جتنے شعبے پائے جاتے ہیں ان میں مشکل ترین شعبہ تصنیف و تالیف کا ہے اور یہ زیادہ موثر و دیرپا بھی ہوتا ہے۔

صوفیِ باصفا حضرت علامہ قاری نعمت اللہ حبیبی حامدی رحمۃ اللہ علیہ اس حیثیت سے بھی بڑے خوش نصیب رہے ہیں کہ آقائی و مولائی سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی توجہ خاص آپ کو حاصل رہی اور ہر آڑے وقت میں حضور مجاہد ملت نے آپ کی سرپرستی و دلداری فرمائی۔ چونکہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے اپنے علاقے گو جیدرہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی تھی اس لیے آپ کی تقریباً تمام مذہبی سرگرمیوں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی سرپرستی فرماتے اور آپ مجاہد ملت کے اشارۂ ابرو پر خدمت دین کے کسی بھی میدان میں انجام کی پروا کیے بغیر کود پڑتے پھر سرخروئی آپ کا مقدر بن جاتی۔ سچ ہے حضور مجاہد ملت جیسے بزرگ کا سایۂ تربیت جسے نصیب ہوا سے زمین سے آسمان اور ذرے سے آفتاب بنتے دیر نہیں لگتی۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی نظر عنایت نے حضرت قاری صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو اس قدر دلیر اور مضبوط بنادیا تھا کہ ہزار آندھیوں کی زد میں بھی آپ علیہ الرحمہ نے اپنی خدمات کے چراغ روشن رکھے اور نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ فرمایا اور زندگی کی آخری سانس تک اس علاقے کو اپنی دعوت و تبلیغ کا مرکز بنائے رکھا پھر اسی سرزمین کو اپنے آخری آرام گاہ کے لیے پسند بھی فرمایا۔

تقریبًا پانچ دہائی قبل ۱۳۹۷ھ میں قاری صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کتاب شائع ہوئی تھی اور مرور زمانہ کے ساتھ یہ کتاب کم یاب بلکہ نایاب ہوتی جارہی تھی اور حالات اس کی اشاعت ثانیہ کا تقاضا کررہے تھے ایسے میں یہ کتاب ذرا پہلے ہی اشاعت کے اس مرحلے سے گزر گئی ہوتی تو بہتر ہوتا، خیر دیر آید درست آید۔

میں اس کی اشاعت بالخصوص اشاعت ثانیہ میں حصہ لینے والے ان تمام احباب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جو کسی بھی طرح اس میں شامل ہیں اور دعاگو ہوں کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس کتاب کے ساتھ ان احباب کی خدمات بھی قبول و مقبول فرمائے اور قاری صاحب علیہ الرحمہ کے فیضان علم و عمل سے انہیں وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبي الكريم عليه وعلیٰ اٰله اكرم الصلوة والتسليم۔

فقیر سید غلام محمد حبیبی

تقریظ جدید

خلیفہ مفتی اعظم ہند مفتی شمس الدین احمد قادری رضوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلِیِّہِ وَالصَّلَاۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ وَآلِہِ أَجْمَعِیْنَ

حضور نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرب قیامت میں فتنوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ اہل ایمان اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے آبادیوں کو چھوڑ دیں گے۔ فتنوں کی حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ایمان و عقیدہ کا تحفظ انتہائی مشکل ہوگا فتنہ گر قرآن واحادیث کے غلط اور من گڑھت باطل نظریات پیش کر کے لوگوں میں گمراہی اور بد دینی پھیلائیں گے بکثرت لوگ ان کی تلبیس کا شکار ہوکر اپنا متاع ایمان کھو بیٹھیں گے۔ حضور نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب ان فتنوں کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان فتنوں کے دور میں حق کی پہچان کیا ہوگی؟ جس کو اختیار کر کے لوگ اپنے آپ کو گمراہی سے بچا سکیں گے؟

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "ما انا و اصحابی" کہ جو اس وقت میرے طریقے اور میرے صحابہ کے طریقے و روش کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرے گا اور اسی پر گامزن رہے گا وہی ان گمراہ گروں کی گمراہی سے محفوظ رہے گا اور دنیا و آخرت میں وہی کامیاب رہے گا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر دور میں باطل کی سرکوبی کے لیے اہل حق کو پیدا فرماتا رہا ہے کہ وہ خدا داد صلاحیتوں سے تمام باطل افکار و نظریات کی دھجیاں اڑا کر حق و صداقت کو واضح اور روشن فرمائیں اور اہل ایمان کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کا سامان مہیا فرمائیں اور یہ سلسلہ تا صبح قیامت جاری و ساری رہے گا انہیں فتنوں میں غیر مقلدین وہابیہ فی زمانہ کا فتنہ ہے جو اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے بد مذہب اور کافر و مرتد ہیں ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا اور فقہ کو حدیث

کا مخالف بتانا مقلدین کو مشرک و بدعتی کہنا ان غیر مقلدین کا وطیرہ ہے اور ان کے عقائد و مسائل اہل سنت و جماعت کے مخالف ہیں۔

چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ عنہ نے ان بدمذہبوں کے متعلق فتاوی رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ تمام علماے کرام حرمین شریفین نے شان الوہیت و شان رسالت میں ان کی گستاخیوں کے سبب ان کی تکفیر پر اتفاق کیا اور حسام الحرمین شریف میں فرمایا کہ:"من شك في كفره وعذابه فقد كفر"یعنی جو ان کے اقوال کفریہ ملعونہ پر مطلع ہو کہ ان کے کافر و معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔العیاذ باللہ تعالیٰ!

حضرت علامہ مولانا الحاج قاری محمد نعمت اللہ قادری حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انوار الہدایات جو تقریباً پچاس سال پہلے زیور طباعت سے مزین ہو کہ مقبول عام ہوئی موجودہ وقت میں اس کتاب کی سخت ضرورت ہے تاکہ سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو غیر مقلدین کے دام فریب سے بچایا جاسکے۔ جو شخص اس کتاب کو خود سے مطالعہ کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ غیر مقلدوں سے دور و نفور رہے گا جہاں کہیں سے فقیر نے پڑھا دلائل و براہین سے مزین پایا جن کی کوشش و کاوش سے کتاب دوبارہ شائع ہونے والی ہے مبارک باد کے قابل ہیں۔

دعا ہے کہ مولی تبارک و تعالیٰ موصوف کی محنت و کاوش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر ابوالخیر شمس الدین اختر قادری رضوی

بہرائچ شریف، وارد حال کیندا پاڑہ، اڈیشہ

۱۵/ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ

عرض ناشر قدیم

آج سے تقریباً ۱۳ یا ۱۴ سال قبل جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم الہ آباد کے متخرج حضرت مولانا عبدالتواب صاحب ہماری بستی گوجیدرہ ضلع بالیسر میں جامع مسجد کے خطیب وامام کی حیثیت سے تشریف لائے لیکن چند ہی ماہ کے بعد آپ یہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ کی تشریف لے جانے کے بعد جامع مسجد گوجیدرہ میں معقول امام کا انتظام نہ ہوسکا پریشان ہو کر یہاں کے بیدار مغز سنی حنفی مسلمان دھام نگر میں حضرت مجاہد ملت، قائد اہل سنت مولانا الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں پہنچے اور حضرت والا سے درخواست کی کہ ہماری بستی گوجیدرہ کی جامع مسجد کے لیے ایک خطیب وامام اس قسم کا دیجیے جو آئے دن رونما ہونے والے وہابیہ، دیوبندیہ، نجدیہ اور غیر مقلدین کے فتنوں سے ہمیں بچاسکے اور مذہب احناف واہل سنت کے طریق پر ہماری صحیح رہنمائی کرسکے۔

چنانچہ حضرت مجاہد ملت مدظلہ العالی کو ہماری بستی کے سنیوں پر رحم آیا اور آپ نے جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم الہٰ آباد کے ایک جہاں دیدہ عالم حضرت مولانا الحاج قادری محمد نعمت اللہ صاحب کو جامع مسجد گوجیدرہ میں بھیج دیا۔ آپ غالباً ۱۹۶۴ء میں تشریف لائے اور جامع مسجد گوجیدرہ میں خطابت وامامت کے فرائض کو بخیر وخوبی انجام دینے لگے لیکن ۱۹۷۲ء میں حضرت موصوف کچھ فتنہ پرور افراد کی ریشہ دوانیہ کی وجہ سے جامعہ مختاریہ جامع مسجد کنڈا تشریف لے گئے پھر کیا تھا غیر مقلدین وہابیہ، نجدی کو موقع ملا میدان خالی پاکر قسم قسم کی زہر افشانی شروع کردی یہ دل خراش منظر نوجوان سنیوں سے برداشت نہ ہوسکا ایک مجلس

مشاورت منعقد کی گئی ساری بستی کی تائید حاصل کی گئی اور حضور مجاہد ملت دام ظلہ الاقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ گزارش کی گئی کہ جیسے بھی ہو ہمارے سابق امام مولانا محمد نعمت اللہ صاحب کو بلوا دیجئے اس کے بعد حضرت مجاہد ملت دام ظلہ الاقدس کے ارشاد عالی پر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب دوبارہ گوجیدرہ تشریف لائے۔

وہابیہ، نجدیہ اور غیر مقلدین کو یہ بہت کھلا پھر مولوی نظام الدین نام کا بنارس کے مرکزی دارالعلوم غیر مقلدین کا ایک سفیر ہماری بستی گوجیدرہ میں آیا شر پسند غیر مقلدین کے اشارہ پر وہ کئی محلوں میں تقریر کرتے ہوئے زہر افشانی کرنے لگا اس وقت ہمارے امام مولانا محمد نعمت اللہ صاحب کلکتہ گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر آپ کو واقعہ معلوم ہوا اور کچھ جوابی جلسے کیے گئے۔ اس دوران میں بعض نوجوانوں سے حضرت مجاہد ملت لازالت شمس جلالتہ بازغۃ کو گوجیدرہ بلایا حضرت مجاہد ملت دام فیوضہم تشریف لائے اور جلسے میں وہابیوں کو جواب دیتے ہوئے آپ نے اپنا چالیس سالہ اعلان دہرایا جسے حضرت مجاہد ملت حفظہ اللہ تعالیٰ بنارس اور ہندوستان کے دوسرے شہروں میں متعدّد بار اعلان فرمایا تھا اعلان یہ تھا کہ ”کوئی غیر مقلد جو اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے فقیر کے سامنے کوئی ایک حدیث شریف پڑھے اور اس حدیث شریف سے متعلق فقیر کے تمام سوالات کا تحقیقی جواب حدیث شریف سے دے دے تو فقیر ساری دنیا میں اس کا اعلان کر دے گا ورنہ یاد رکھیں ائمہ کرام کا دامن چھوڑ کر سوائے گمراہی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے“ اعلان کے دوسرے ہی دن بنارس کے مرکزی دارالعلوم غیر مقلدین کے سفیر مولوی نظام الدین مذکور نے دوران تقریر میں زہر افشانی کرتے ہوئے تمام سنی حنفیوں کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔

اس پر صبح ہوتے ہی غیر مقلد سفیر مذکور کے پاس گوجیدرہ کے چند نوجوان پہنچ گئے اور اس سے کہا کہ آپ اپنے مناظرہ کا چیلنج تحریری طور پر دیجئے ہم اسے قبول کرتے ہیں اور آپ یہ بتائیے کیا آپ حضرت مجاہد ملت مدظلہ الاقدس کے سامنے کوئی ایک حدیث پڑھ کر اس حدیث سے متعلق حضرت مجاہد ملت مدظلہ الاقدس کے تمام سوالات کا تحقیقی جواب حدیث شریف سے دے سکتے ہیں ؟ سفیر مذکور نے کہا میں تو لونڈا ہوں میں کیا پڑھ سکتا ہوں مگر حدیث شریف پڑھنے اور جواب دینے کے لیے اپنے بڑے عالم کو پیش کردوں گا تو نوجوانوں نے اصرار کیا کہ آپ یہی لکھ کر دے دیجیے مگر سفیر مذکور نے لکھنے سے انکار کردیا۔ اتنے میں عبدالشکور نامی غیر مقلد کے ایک معتبر شخص نے کہا مولانا کیندرا پاڑہ جارہے ہیں اور وہاں سے بقرعید کے ایک دن پہلے آجائیں گے اور مناظرہ کے متعلق تمام باتیں طے ہو جائیں گی۔ پھر نوجوان واپس آگئے۔

اس واقعہ کے بعد ہمارے جامع مسجد کے امام وخطیب مولانا محمد نعمت اللہ صاحب نے جہاں بھی تقریر کی حضور مجاہد ملت دامت برکاتہ القدسیہ کا اعلان اور سفیر مذکور مولوی نظام الدین صاحب غیر مقلدین کا جواب قوم کو سنایا۔ ۱۰ / ذی الحجہ ۱۹۹۴ء بعد نماز عید الاضحی عبدالشکور نام کے غیر مقلد نے ساری بستی میں بذریعہ نقارہ اعلان کیا کہ کچہری پنڈا (یعنی زمیندار صاحب کے کچہری کے برآمدہ) میں ہم لوگ جمع ہورہے ہیں اور مخصوص سنی حضرات بھی جمع ہوجائیں تاکہ مناظرہ کے سلسلے میں گفتگو ہوجائے اور بعد نماز مغرب ہماری جانب سے لوگ جمع ہوگئے غیر مقلدین کی جانب سے بھی کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوئے۔ ان غیر مقلدین میں ان کے سردار جناب عبدالقادر صاحب بھی تھے جو اس روز کی نشست کے بعد منصب صدارت سے مستعفی ہوگئے۔

گفتگو کے لیے ہم سنیوں کی جانب سے فاضل گرامی مولانا الحاج محمد علی جناح صاحب جیبی قادری اور غیر مقلدین کی جانب سے ڈاکٹر عبید اللہ صاحب مقرر ہوئے۔ گفتگو کے دوران میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے بار بار کہا مناظرہ کے لیے جج کا تقرر کیجئے۔ جس سے یہ سمجھ میں آتا تھا کہ مناظرہ کے لیے جج کا ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا محمد علی جناح صاحب جیبی قادری نے اس کے جواب میں کہا ڈاکٹر صاحب اگر آپ مناظرہ کی تعریف سے واقف ہوتے تو آپ ایسی بات نہ کرتے اس لیے کہ مناظرہ کے لیے جج ہونا ضروری نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ جج نہ ہو تو مناظرہ ہی نہ ہو سکے چونکہ آپ مناظرہ کی تعریف سے ناواقف ہیں اس لیے آپ ایسی باتیں کرتے ہیں۔

حضرت مجاہد ملت مولانا الحاج شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے حدیث شریف پڑھ کر اس حدیث سے متعلق آپ کے تمامی سوالات کا حدیث شریف سے تحقیقی جواب دینے کے لیے اگر آپ کا کوئی عالم تیار ہو تو بتائیے اور باضابطہ تاریخ وقت اور مقام کی تعیین کر کے اپنے اس عالم سے حضور مجاہد ملت دامت برکاتہم العالیہ کے سامنے حدیث شریف پڑھوائیے اور اس حدیث سے متعلق تمامی سوالات کا تحقیقی جواب حدیث شریف سے دلوائیے۔

اس کے بعد آپ لوگ جس موضوع پر چاہیں گے اس پر بھی مناظرہ ہو گا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے کہا اچھی بات ہے ہم اپنے علما سے پوچھ کر بتائیں گے مولانا محمد علی جناح صاحب نے دریافت کیا کتنے دن میں آپ بتائیں گے؟ ڈاکٹر صاحب موصوف نے تین ماہ کا وقت مانگا اور مولانا صاحب موصوف نے فرمایا صرف اتنی سی بات دریافت کرنے کے لیے آپ کو تین ماہ کا وقت چاہیے؟ جواب میں جناب ڈاکٹر عبید اللہ صاحب بولے اچھا ہم

جلد بتائیں گے۔ بس اسی بات پر نشست برخاست ہوگئی۔

ایک ماہ قبل ہی ڈاکٹر صاحب موصوف اور دوسرے غیر مقلدین کی جانب سے آواز اٹھی کہ ہمارے علما تیار ہیں آپ لوگ جس بات پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں لکھ کر دیجئے سنیوں کی طرف سے بھی آواز اٹھتی رہی کہ ہماری طرف سے ایک مطالبہ ہے وہ یہ ہے کہ صرف ایک حدیث آپ کا عالم پڑھے اور حضرت مجاہد ملت مدظلہم الاقدس کے اس حدیث سے متعلق تمام سوالات کا جواب حدیث شریف سے دے دیں۔ اس کے بعد آپ لوگ جس موضوع پر چاہیں گے مناظرہ کیا جائے گا۔

ڈاکٹر عبید اللہ اور غیر مقلدین گوجیدرہ کے بعض معتبر اشخاص نے بھدرک کے بعض قادیانیوں سے مشورہ اور مدد لے کر چند سوالات قائم کیے اور انہیں سنیوں کے سامنے پیش کیا نتیجہ میں فریقین کے درمیان تحریری گفتگو شروع ہوگئی۔ اسی دوران میں ایک دن حضرت علامہ مولانا محمد علی جناح صاحب نے کمال پور (نیچے بستی) میں تقریر کرتے ہوئے گرجتی ہوئی آواز میں اعلان کیا کہ قادیانیوں کو عرب والے کافر و مرتد کہتے ہیں عجم والے بھی۔

ان کافروں مرتدوں سے غیر مقلدین اس مناظرانہ تحریر کے سلسلے میں مدد مانگتے ہیں جبکہ وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدین زمانہ کے یہاں اولیاے کرام اور انبیاے عظام علیہم السلام سے مدد مانگنا شرک، ہے کوئی غیر مقلد جو اسے جھٹلا سکے؟ اگر تم اس کو صحیح نہیں مانتے ہو تو میں اس امر پر مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن الحمد للہ تمام غیر مقلدین کو سانپ سونگ گیا کسی کو جواب دینے کی ضرورت اور ہمت نہ ہوسکی ۳/ فروری ۱۹۷۵ء سے تحریری گفتگو شروع ہوئی اور ۱۲/ ستمبر ۱۹۷۵ء کو آخری تحریر صدر جماعت اہل حدیث یعنی غیر

مقلدین جناب محمد الیاس بن عمر صاحب نے وصول کی اس تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور انہیں صدر جماعت اہل حدیث غیر مقلدین کی جانب سے ''الآیات البینات'' نام کا ایک کتابچہ شائع ہوا۔اس کے جواب کے لیے بار ہا یہاں کے سنی حنفی حضرات نے اپنے خطیب و امام مولانا محمد نعمت اللہ صاحب سے گزارش کی۔ مولانا موصوف نے فرمایا معاملہ مناظرہ والی تحریر کا جواب آنے دیجئے ابھی اس کا انتظار ہے اگرچہ اندازہ یہی ہے کہ غیر مقلدین کا بڑے سے بڑا عالم حدیث شریف پڑھ کر اس حدیث سے متعلق حضور مجاہد ملت قبلہ حفظھم اللہ تعالیٰ کے تمام سوالات کا حدیث شریف سے تحقیقی جواب نہیں دے سکے گا۔

حضرت مجاہد ملت دامت فیوضھم نے سرزمین بنارس میں نام نہاد سیف بنارس ابوالقاسم صاحب کی زندگی میں بارہا اعلان فرمایا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی موجودگی میں بارہا اعلان فرمایا۔کسی غیر مقلد کی ہمت نہ ہو سکی کہ ایک حدیث شریف پڑھ کر اس کے متعلق آپ کے تمام سوالات کا حدیث شریف سے تحقیقی جواب دیتا۔آج انہیں کیا ہمت ہوگی ان غیر مقلدین کا اہل حدیث ہونے کا دعوی غلط ہے اور ان میں کیا دم ہے ؟ یہ مناظرہ کریں گے ؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

لیکن ان سنی حضرات کے اصرار پر حضرت مولانا محمد نعمت اللہ صاحب نے اس کتابچہ کے جواب کی طرف توجہ کی غیر مقلدین کے کتابچہ **''الآیات البینات''** کا جواب **''انوار الھدایات''** اس وقت ہدیہ ناظرین ہیں غور سے پڑھیے اور غیر مقلدین کے مفتی دارالعلوم مرکزی بنارس کی جہالت ملاحظہ فرمائیے اندازہ ہو جائے گا کہ ان غیر مقلدین کا اہل

حدیث ہونے کا دعوی کتنا وزن رکھتا ہے غیر مقلدین سے بھی گزارش ہے کہ ٹھنڈے دل سے انصاف کریں نجدیت وہابیت اور غیر مقلدیت سے توبہ کریں ائمہ اربعہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کی تقلید کریں اور سچے پکے مسلمان ہو جائیں ۔ وھو الھادی الی سواء السبیل ۔ فقط

محمد مصطفی جیبی قادری

صدر جیبی کمیٹی گوجیدرہ، ضلع بالیسر، (بھدرک)، اڑیسہ

۱۱/ شوال المعظم ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۹۷۶ء

تقریظ جلیل

فقیہ العصر حضرت علامہ **مفتی محمد شریف الحق** صاحب امجدی دامت برکاتہم

مفتیِ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لولیه و الصلاة و السلام علی حبیبه وعلی اٰله وصحبه۔

میں نے رسالہ **"انوار الہدایات"** کا جگہ جگہ سے ایک سرسری مطالعہ کیا یہ رسالہ گوجیدرہ کی جامع مسجد کے خطیب جناب مولانا الحاج قاری حافظ محمد نعمت اللہ صاحب قادری رضوی حبیبی زید مجدھم کی تصنیف ہے۔ موصوف علمائے اہل سنت میں اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہیں۔ زیور علم سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ حسن عمل، حسن خلق، زہد و ورع کے ساتھ بھی مزین ہیں۔

یہ رسالہ ان کے وسعت معلومات، نقطہ رسی، دقیقہ بینی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اس رسالے نے غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی قلعی اچھی طرح کھول دی ہے۔ ایک شریف انسان کم از کم اپنے دعوے کا پاس تو کرتا ہے مگر غیر مقلدین انسانیت کے ساتھ ساتھ عمل بالحدیث کا دعوی بڑے زور و شور سے کرتے ہیں مگر اس دعوے کی حقیقت ان کے عقائد ان کے عمل سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے جس کے بے شمار نظائر موجود ہیں اور اس سلسلے میں اس کی متعدّد نظیرین پیش کی گئی ہیں۔

ان کے عمل بالحدیث کی حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایک نہیں دسیوں صحیح صریح احادیث کے برخلاف اپنی امت کے قسیسین و رھبان کی اندھی تقلیدی عقیدہ رکھتے ہیں

اور عمل کرتے ہیں۔

صحیح اور صریح حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء (وفي رواية)نبي الله حي يرزق“ (1)

اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیا کے جسموں کو کھائے۔ اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو روزی دی جاتی ہے۔

مگر ان عمل بالحدیث کا ادعی کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اور انبیاے کرام تو دور رہے خود سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”مر کر مٹی میں مل گئے“۔(نعوذ باللہ تعالیٰ)

انبیاے کرام اور اولیاے عظام کی عداوت میں اتنے غالی اتنے مفرط اتنے متعصب ہیں کہ آیات کریمہ اور احادیث نبویہ میں تحریف معنوی سے باز نہیں آتے۔

اس رسالے کو بغور پڑھیں :آپ کو ایک نہیں متعدّد مقام پر ملے گا کہ جو آیتیں مشرکوں کے معبودان باطل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور وہ انہیں کے ساتھ خاص ہیں۔ ان کا مصداق محبوبان بارگاہ کو ٹھہراتے ہیں۔ یہ تحریف معنوی نہیں تو اور کیا ہے ؟

انبیاے کرام اور اولیاے عظام کے ساتھ استمداد و استعانت امت میں خیر القرون سے لے کر آج تک رائج و معمول ہے اور اس میں ان کے حیات ظاہری اور حیات باطنی کے مابین کوئی تفریق نہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ نے صاف تصریح کی ہے:”من يستمد في حياته يستمد بعد مماته“(2) جس سے دنیاوی زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے اس کی زندگی کے بعد بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔

اسے حضرت شیخ محقق دہلوی نے مشکوۃ کی دونوں شرحوں میں نقل فرمایا اور برقرار رکھا۔(3)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی اس سے متفق ہیں اور بات بھی یہی ہے کہ شرک زندہ اور مردہ ہونے سے بدلتا نہیں۔ شرک اللہ عزوجل کی ذات یا صفات یا عبادت میں کسی کو شریک کرنے کو کہتے ہیں۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں کی یہ غیر، زندہ ہے یا مردہ۔ مثلاً غیر خدا کی عبادت شرک ہے، غیر خدا کا خدا ماننا شرک ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ غیر، زندہ ہے یا مردہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ جس طرح ایک زندہ کی عبادت شرک ہے جس طرح ایک زندہ کو خدا بنانا شرک ہے، اسی طرح کسی بھی مردہ کی عبادت شرک ہے کسی مردہ کو خدا ماننا شرک ہے۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں کہ مردہ کو خدا کا شریک ٹھہرائیں تو شرک اور زندہ کو ٹھہرائیں تو توحید۔ ایسا نہیں کہ مردہ کے عبادت کریں تو شرک زندہ کی عبادت کریں تو توحید۔

اس توضیح کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ جب زندہ سے مدد مانگنا بلاشبہ جائز ولابدی اور تمام دنیا میں بلانکیر رائج تو مردہ سے مدد مانگنا بھی شرک نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ اگر مردہ سے مدد مانگنا شرک ہو تو لازم کے زندہ سے مدد مانگنا بھی شرک ہو۔ اس لیے کہ ابھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ اس میں زندہ اور مردہ ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لیے وہابی خواہ مقلد ہو خواہ غیر مقلد وہ سب اپنے عقیدے کی رو سے بلاشبہ مشرک ہوئے، کیونکہ ان میں سے ہر ایک حاکم حکیم عزیز و قریب سے جب کہ وہ زندہ ہوتے ہیں تو مدد مانگتے ہیں اور ان کے یہاں غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک اور یہاں زندہ و مردہ کی تخصیص لغو، لہٰذا جب مردہ سے استعانت شرک تو زندہ سے بھی شرک **"کفی اللہ المومنین القتال"**۔

اور سب سے دلچسپ بات عرس اور مزارات پر چادر ڈالنے کو شرک بتانا ہے۔ کیونکہ یہ شرک فی الذات یا فی الصفات نہیں ہوسکتا ہے جب ہوگا شرک فی العبادات ہوگا تو اس کا شرک ہونا اس پر موقوف کہ عرس کرنا قبر پر چادر ڈالنا ایسی عبادت جو اللہ عزوجل اللہ کے ساتھ خاص ہو اور اسے لازم کہ اللہ عزوجل کی بھی کوئی قبر ہو جس پر چادر ڈالا جائے

جہاں عرس کرنا خاص ہو اور یہ اس بات کو مستلزم کہ اللہ عزوجل بھی معاذ اللہ مر گیا ہو اور یہ عقیدہ صریح الحاد و زندقہ (ہے)۔ اس لیے وہابیہ کو دو باتوں میں سے ایک سے مفر نہیں اگر عرس اور قبروں پر چادر ڈالنے کو شرک کہیں تو لازم کہ اللہ کو مردہ مانیں اس کی قبر مانیں۔ ورنہ عرس اور مراسم عرس کو شرک کہنے سے توبہ کریں۔ حیرت ہے کہ غیر مقلدین کا ہر مولوی اپنے آپ کو مجتہد الاصل گمان کرتا ہے اور ان کا اتنا بڑا مولوی جوان کے مرکزی دار العلوم کا مفتی ہو ایسی غلط باتیں لکھے اور ایسا لچر پوچ استدلال کرے جس پر ایک طفل مکتب بھی خندہ زن ہو۔ مگر نہیں یہ غیر مقلدین کی جہالت کا پہلا دستاویز نہیں۔ جہاں جہاں یہ جمہور اہل سنت خصوصا احناف کے مسلک کے خلاف گئے ہیں ہر جگہ ان کا یہی حال ہے۔

جناب مولانا محمد نعمت اللہ زید مجدھم کا اہل سنت پر یہ بڑا کرم ہے کہ انہوں نے اس گمراہ کن فتوے کے تار و پور بکھیر دیے اور حق واضح کو اور واضح کر دیا۔ اہل زیغ و ریب پر حجت اللہ تمام کر دی۔ کیوں نہ وہ ایسا کرتے کہ ان کا بہت مضبوط تعلق اسلام کے اس بطل جلیل مرد مجاہد سے ہے، جو کبھی کسی بڑی سے بڑی باطل کی طاغوتی قوت سے نہیں دبا یعنی سلطان العارفین، امام المجاہدین، حضرت مولانا الحاج محمد شاہ حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی جو علم ظاہری و باطنی کے مجمع البحرین منقول و معقول کے جامع، حق گوئی وہ حق کوشی میں یگانہ عصر، زہد و ورع میں اپنی آپ مثال ہیں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں التجا ہے کہ ان کے سایہ ہمایوں اور فیض بے کراں کو تا دیر جاری و باقی رکھے۔ آمین ثم آمین۔

محمد شریف الحق امجدی

متوطن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ

۵/ ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ

تقریظ لطیف

لسان العصر حضرت علامہ الحاج **محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی** قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

صدر مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد

الحمد لله رب العالمين الذي ميز الطيب من الخبيث والصلاة والسلام على سيد المرسلين الذي يغيث باذن مولاه المؤمن المستغيث وعلى اله الاطهار وصحبه الاخيار الذين ضل عن طريقتهم المستقيم غير المقلدين الداعون انفسهم اهل الحديث۔

بندہ نے حضرت مولانا قاری حافظ الحاج محمد نعمت اللہ صاحب حامدی حبیبی مدظلہ العالی کی ''انوار الہدایات فی رد جہالات من اضل بالآیات البینات'' دیکھی یہ کتاب بعض غیر مقلدین کے چند سوالات پر مفتی مرکز غیر مقلدین کی دے ہوئے جوابات پر مشتمل کتاب ''الآیات البینات فی رد الشرک و البدعات'' کا جواب ہے۔ سائل صاحب کے سوالات تو عجیب غریب تھے ہی مفتی صاحب کے وہ جوابات جن کو انہوں نے ''سوال از آسمان جواب از ریسماں'' کا مصداق بنایا ہے عجیب تر ہیں۔ انوار الہدایات میں ان کے جوابات کی اس خصوصیت کو واضح کیا گیا ہے۔

یہ تو ہر ذی شعور شخص کو معلوم ہے کہ یہ نام نہاد اہل حدیث جو غیر مقلد ہیں اجتہاد کے لیے ضروری علوم سے محروم ہونے کے باوجود مجتہد ہونے کا دعوی کرتے ہیں ان علوم کا احاطہ تو در کنار، حظ وافر بھی ان کے نصیب میں نہیں ہے، اجتہاد کے لیے جن منازل سے گزرنا پڑتا ہے ان میں سے پہلی منزل تک بھی ان کی رسائی نہیں ہے حضرات ائمہ مجتہدین قدست اسرارھم کے علوم کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے اور محدثین مجتہدین کی اصطلاحات کی

بھی انہیں خبر نہیں ہے۔ لیکن اس کا یقین نہ تھا کہ ان غیر مقلدین کے مفتیان کی سمجھ میں "رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ" کے معنی بھی نہ آئیں گے۔ مفتی مذکور کے جوابات سے اس کا یقین ہو جاتا ہے۔

جن کا حال یہ ہو وہ مشرکین کی بت پرستی کے بارے میں نازل آیت کریمہ کے احکام کو انبیا اور رسول علیہم السلام اور اولیاے کرام کی تعظیم و توقیر کے احکام نہ بتائیں گے تو اور کیا کریں گے ؟"**انوار الہدایات**"میں ان کی اس قسم کی ناشائستہ حرکتوں کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔

بندہ کے خیال میں حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب کی یہ تصنیف غیر مقلدین کا ایک رد بلیغ ہے۔ آپ نے مخاصم کی غیر مقلدیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادلہ عقلیہ آیات قرانی اور احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے مسلم پیشوا ابن قیم الجوزیہ کے اقوال بھی پیش کیے ہیں۔ ان سے غیر مقلدیت کا نمائشی قلع منہدم ہو گیا ہے اور مذہب اہل حق کی صحت ظاہر ہو گئی۔ اس کے مطالعہ سے اہل سنت و جماعت کی حقانیت اور غیر مقلدوں کی بد مذہبی کا یقین پختہ ہو جائے گا۔

فقیر محمد عاشق الرحمٰن القادری غفرلہ

التماس

منجانب: حضرت علامہ **محمد عاشق الرحمن صاحب** قادری صدر مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد

امین مکتبہ منوریہ ۷۷ اکبر پور الہ آباد۔

کتاب **"انوار الہدایات"** حبیبی کمیٹی گوجیدرہ کی جانب سے شائع کی جارہی ہے۔ اس کمیٹی کا مقصد علم دین کی اشاعت اور مذہب اہل سنت کی تبلیغ ہے۔ اہل سنت کے مخیر حضرات سے التماس ہے کہ اس کمیٹی کا تعاون فرمائیں اور اسے خدمت دین جاری رکھنے کے قابل بنائیں۔

فقیر محمد عاشق الرحمن القادری غفرلہ

تقریظ مبارک

حضرت مولانا الحاج **سید مقبول حسین صاحب** حبیبی قادری دامت فیوضہم

مفتی وشیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ وخطیب جامع مسجد الہ آباد

الحمد لوليه و الصلوة علي نبيه و علي أله و صحبه و حزبه أجمعين الي يوم الدين۔

فقیر نے برادر طریقت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری الحاج الشاہ محمد نعمت اللہ صاحب قادری حبیبی زید مجدہ خطیب جامع مسجد گوجیدرہ ضلع بالیسر (فی الحال: بھدرک) کی کتاب مستطاب ”انوار الہدایات فی رد جہالات من اضل بالآیات البینات “کو کہیں کہیں سے دیکھا، کتاب مذکور میں اخی مکرم نے مفتی مرکز غیر مقلدین کے فتوے کی حقیقت کو بے نقاب فرماکر حق کو واضح کر کے عامۃ المسلمین کو موجود غیر مقلدین کے مکر وفریب سے بچانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ رب کریم بطفیل حبیبہ علیہ الصلاۃ والتسلیم حضرت مولانا الحاج محمد نعمت اللہ صاحب حبیبی قادری کی اس سعی کو مشکور فرما کر دارین میں بہتر سے بہتر جزامرحمت فرمائے۔

المنیب الی المولی الحبیب

الفقیر السید **محمد مقبول حسین** حبیبی غفرلہ

تقریظ جمیل

فاضل گرامی حضرت مولانا **محمد علی جناح** صاحب حبیبی اڑیسوی

اطال اللہ تعالیٰ عمرہ مدرس و نائب مفتی جامعہ حبیبیہ الہ آباد

الحمد لله الذي فضل بقول نبيه على اهل السنة السنية والصلاة والسلام على خاتم النبيين وسيد البرية وعلى اله الطاهرين و اصحابه الانجم البهية وخذل به كل فرقة دنية لاسيما غير المقلدين الذين يزخرفون فيقولون في انفسهم نحن اهل الحديث و الجماعة السلفية۔

بلاد ہند میں جب سے صرف فتنۂ وہابیت کی بنیاد پڑی ہے۔ اس فرقے کے لوگوں نے سیدھے سادھے مسلمانوں میں یہ تبلیغ کرنی شروع کر دی ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والی وہی ایک جماعت ہے اور وہی عقیدۂ توحید اور رسالت کی علم بردار ہے اور جو جماعت ''اہل سنت'' کہلاتی ہے وہ بدعتی اور مشرک ہے اس لیے کہ یہ جماعت استمداد، میلاد، قیام، فاتحہ وغیرہ کرتی ہے اور یہ امور بدعت اور شرک ہیں۔

''انوار الہدایات'' تصنیف علامہ حافظ قاری الحاج محمد نعمت اللہ صاحب قادری حبیبی ایک بہت ہی عمدہ کتاب ہے اس میں استمداد وغیرہ مسائل کو بہت ہی اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے اور ان امور کے جواز کو عقلی وہ نقلی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کے بعض مقامات کا مطالعہ کرنے پر مجھے یقین ہو گیا کہ جناب مولانا محمد نعمت اللہ صاحب نے غیر مقلد مفتی مرکز صاحب کے ناز افتاء کا راز افشا کر دیا۔

وہابیہ، نجدیہ و دیوبندیہ و غیر مقلدین خذلہم اللہ تعالیٰ کے علم و فہم کا تو کہنا ہی کیا ہے! ۱۹۷۴ء کے اوائل میں جب میں حج و زیارت کے لیے عرب شریف گیا ہوا تھا چند دینی

سوالات لے کر مکہ شریف کے نجدی رئیس المقتیین جناب عبداللہ صاحب کے پاس پہنچا۔ ان سوالات میں سے ایک سوال تھا" ماہو تعریف الشرک جمعاً و منعاً" یعنی شرک کی جامع مانع تعریف کیا ہے؟ جناب رئیس المقتیین صاحب جمعاً و منعاً کے معنی نہ سمجھے اور اس کے معنی پوچھے۔ میں نے اس کے معنی بتلائے لیکن اس کے باوجود انہیں دشواری محسوس ہوئی اور انہوں نے کہا" ان سوالات کے انداز کو بدلنا پڑے گا" اس کے بعد انہوں نے ان سوالات کو بدلنے کے لیے اپنے نائب جناب صالح صاحب سے کہا" انہوں نے ان سوالات کو بدل ڈالا" اور مذکور سوال میں سے جمعاً و منعاً کو نکال دیا۔

لیکن اس کے باوجود بارہا تقاضا کرنے پر بھی جوابات نہ ملے۔ آخر میں میرا پتہ لے لیا کہ جوابات اس پتہ پر بھیج دیں گے۔ آج تک جوابات موصول نہ ہوئے یہ ہے ان لوگوں کا علم و فہم۔

جناب مفتی مرکزی نے بھی اپنی یہ حالت کا ایسا مظاہرہ کیا ہے کہ ابلیس لعین بھی رشک کرتا ہوگا کہ اسے دیکھ لے تو ابوجہل کی روح بھی حیرت زدہ ہو جائے۔ وہ آیت کریمہ جو بتوں کی پرستش کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، انہیں ان نام نہاد مفتی صاحب نے مستفتی کی تسلیم شدہ "مسلم جماعت" پر چسپاں کر دیا ہے۔ ایسے ہی صاحب فہم و بصیرت کے لیے فرمایا گیا ہے۔

فلما نظرت إلي عقله رأيت النهى كلها في الخصى

بہر کیف اگر کوئی نام نہاد وسلفی غیر جانب دار ہو کر **"انوار الہدایات"** کا مطالعہ کرے گا یقیناً گمراہی کی تاریکیوں سے نکل کر راہ راست پر آجائے گا۔

محمد علی جناح حبیبی قادری اڑیسوی غفرلہ

مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لِله المعبود و به نستعين الذي قد جاء عباده منه نور وكتاب مبين۔ فجعله مَا يَنْطِقُ عَنِ الهَوى وهو على ذالك امين اعطاه جوامع الكلم يقتبس من انواره من في السموات ومن في الارضين واصطفى اهل السنة لجنته من بين ثلث وسبعين و رفع منهم امناء الحديث الذين هم اهله فى الحقيقة والفقهاء المستنبطين۔واعد لجميع اعداء الدين المتين نارا فيها لهم عذاب مهين منهم اهلها الذين حدث ابتداعهم فاخذوا يهينون الأولياء والنبيين سموا انفسهم اهل الحديث وهم غير المقلدين۔خذ لهم الله تعالىٰ و جعلهم الاسفلين الاخسرين۔ والصلوة والسلام على مغيثنا الذي هو اعظم غوث وعوننا الذي هو اكرم معين۔سيدنا محمد سيد المرسلين وعلى اله وصحبه الانصار منهم والمهاجرين ومن تبعهم الٰى يوم الدين۔ اما بعد۔

گوجیدرہ ضلع بالیسر کے غیر مقلدین نے پہلے مناظرہ کے لیے تقریری چھیڑ چھاڑ کی اس کے بعد ابتدائے مناظرہ کے لیے خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوا یہ سلسلہ جاری تھا کہ درمیان میں جناب محمد الیاس بن عمر صاحب صدر جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) گو جیدرہ نے ایک رسالہ بنام ''الآیات البینات'' شائع کیا، اس میں چند سوالات پر ''مرکزی دار العلوم بنارس'' کے مفتی صاحب کے دیئے ہوئے جوابات ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے مسائل کی تحقیقات اور غیر مقلدین وہابیہ کے اوہام باطلہ کے رد میں کثرت سے رسائل لکھے جاچکے ہیں۔ لیکن صدر صاحب موصوف نے اپنی سعی ناتمام سے جب ایک نیا تحفہ پیش کیا ہے اس کا بھی اختصار کے ساتھ رد کردینا مناسب معلوم ہوا اسی لیے اس تحریر کا قصد ہوا۔ یہاں پر چند امور کا ذکر کردینا ضروری ہے۔

اولاً یہ کہ عام طور سے وہابیہ خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا مدعی تقلید، بات بات پر شرک و

بدعت کا حکم لگا دیا کرتے ہیں لیکن اگر شرک کی جامع مانع تعریف پوچھ لی جائے تو بغلیں جھانکنے لگتے ہیں اور پسینہ آجاتا ہے۔ یہاں تو کیا مکہ معظمہ کے نجدی مفتی اعظم کو شرک کی جامع مانع تعریف کا سوال پیش کیا گیا لیکن مہینوں تک انتظار اور دوڑ دھوپ کے باوجود جواب حاصل نہ ہوسکا اخیر میں ان نجدی مفتی صاحب نے مجبور ہوکر گھر کے پتہ پر جواب بھیجنے کا وعدہ کیا، برسوں ہوگئے آج تک یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا اور اب امید بھی نہیں معلوم ہوتی۔

ثانیًا یہ کہ غیر مقلدین وہابیہ فلک شگاف دعویٰ تحقیق کرتے رہتے ہیں لیکن ایک حدیث کی تحقیق کا مطالبہ کر دیا جائے تو برسوں گزر جانے کے بعد بھی ان کے حیلے حوالے ختم نہیں ہوتے اور کوئی مدعیٔ تحقیق سامنے نہیں آتا، اگر بھولا بھٹکا کوئی آجاتا ہے تو منہ کی کھاتا ہے تو منہ دکھانے کی ہمت نہیں کرتا جب ان کے بڑے بڑوں کو بھی ایک حدیث شریف کی بھی تحقیق نہیں ہے تو کسی حدیث شریف کے سلسلہ میں صحیح یا غیر صحیح کہنے کا انہیں کیا حق ہے؟ ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ کسی محدث کی تقلید کریں اور وہ اس کے نام سے بھاگتے ہیں۔ لیکن در حقیقت وہ خود بری طرح اس کا شکار ہیں۔

ثالثًا یہ کہ اس رسالہ میں شائع شدہ جوابات ہیں۔ مرکزی دارالعلوم بنارس کے مفتی صاحب نے بھی شرک کا حکم لگاتے ہوئے بہت ہی بدحواسی سے کام لیا ہے کہ اسے معمولی پڑھا لکھا ذی شعور آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ صرف یہ دھونس دینے کے لیے کہ مرکزی دارالعلوم بنارس کے مفتی صاحب کا فتویٰ ہے۔ آیتیں اور احادیث جابجا نقل کر دی ہیں۔ کوئی سادہ لوح مرعوب ہو جائے تو اور بات ہے ورنہ اس کی حقیقت خدا نے چاہا تو اس مختصر سی تحریر سے ظاہر ہو جائے گی۔

مثلاً پہلے سوال ”ایک مسلم جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و اولیاے کرام کو کائنات پر تصرف کرنے کی پوری قوت دی ہے وہ اولاد، رزق وغیرہ دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان سے مدد مانگنا، ان کی قبروں پر چادر چڑانا، ان کی مزاروں پر عرس کرنا جائز ہے“۔ میں سائل نے کسی جگہ عبادت کا لفظ بھول کر بھی نہیں لکھا، اس میں اللہ تعالیٰ کے انبیا اور اولیاے کرام (الصلوات والتسلیمات) کو کائنات پر تصرف کرنے کی پوری قدرت دینے کے بارے میں سوال ہے اس میں کس غیر اللہ کی عبادت ہو گئی؟ لیکن یہ عجیب و غریب مفتی صاحب ہیں کہ کفار کی بتوں کی عبادت کے بارے میں جو آیت نازل ہوئی ہے اسے نقل کرتے ہیں اور شرک کا حکم لگاتے ہیں۔

رابعًا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جو استعانت کی جاتی ہے اس کے معنی اور ہیں اور انبیاے کرام و اولیاے عظام سے جو استعانت کی جاتی ہے اس کے معنی اور جب تک ان دونوں کا فرق واضح نہ ہو مسائل کے سمجھنے میں دقت ہوگی لہٰذا اس موقع پر استمداد واستعانت کی قدرے وضاحت کردی جاتی ہے تاکہ مسائل سمجھنے میں آسانی ہو۔

کسی کو قادر بالذات و فاعل مستقل بالتاثیر (یعنی ایسا مدد کرنے والا جس میں مدد کی طاقت بالذات ہے کسی کی عطا سے نہیں ہے) سمجھ کر اس سے استمداد واستعانت کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے یعنی ایسی استمداد صرف اسی سے کی جا سکتی ہے اور یہی مفاد ایاک نستعین ہے۔

کسی غیر سے اس اعتقاد کے ساتھ استمداد کھلا ہوا شرک ہے اور کسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی استعانت حقیقی کا واسطہ اور مظہر سمجھ کہ اس سے استعانت اور استمداد کرنا قرآن کریم و احادیث کریمہ کا مفاد ہے اور یہ ائمہ وصلحا کے

اقوال شریفہ سے ثابت ہے۔ اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا کھلا ہوا کفر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قادر مطلق و غنی بالذات ہے نہ اس کی ذات کسی کی عطا نہ اس کی صفت، جو دی ہوئی طاقت اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے مانے وہ حقیقۃ اللہ تبارک و تعالیٰ کا منکر ہے، لہٰذا جو استعانت و استمداد اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے وہ غیر کے لیے ماننے والا مشرک ہوگا اور جو غیر اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ماننے والا اللہ تبارک و تعالیٰ کا منکر اور کافر ہوگا۔ اس قاعدہ کو ملحوظ رکھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہابی دھوکہ میں نہ لاسکیں گے۔

خامساً یہ کہ فتویٰ غیر مقلدوں کے مرکزی دارالعلوم کے مفتی صاحب کا ہے۔ انھوں نے جو کچھ جہالت اور دھینگا مشتی کی ہے وہ ادنیٰ توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائے گی۔ جب مرکزی دارالعلوم کے مفتی صاحب کا یہ حال ہے تو شاخ کے مفتی صاحبان کا کیا حال ہوگا؟

یہ ہیں اہل حدیث کہلانے کے مدعی اور یہ حال ہے ان کے فلک شگاف دعویٰ تحقیق کا۔ یہاں یہ مثال کیسی صادق آتی ہے۔ یہ ”منھ اور مسور کی دال“ اب پہلے ان کے استدلال کا حال ظاہر کیا جائے گا اس کے بعد قرآن کریم و احادیث کریمہ سے اختصار کے ساتھ مسائل حقہ پر ثبوت پیش کیا جائے گا۔

جوابِ سوالِ اوّل کا جواب

پہلا باب

غلط استدلال کا جواب اور اس کے ضمن میں مسائلِ حقہ کا ثبوت

مستفتی یعنی سائل کا سوال ہے **"ایک مسلم جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے انبیا و اولیاے کرام کو کائنات پر تصرف کرنے کی پوری قدرت دی ہے وہ اولاد، رزق وغیرہ دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان سے مدد مانگنا، ان کی قبروں پر چادر چڑھانا اور ان کی مزاروں پر عرس کرنا جائز ہے"** انتہی بلفظہ۔

مستفتی یا سائل صاحب نے اپنے سوال میں ان عقیدہ والوں کو مسلم جماعت قرار دیا ہے نیز اپنے سوال میں کوئی لفظ غیر اللہ کی عبادت کا نہیں لکھا ہے۔ اگر مرکزی مفتی صاحب یا ان کے اعوان و انصار سب مل کر پورے سوال میں غیر اللہ کی عبادت کا لفظ دکھا دیں تو پانچ سو روپیہ کا انعام دیا جائے گا۔ **"ایک مسلم جماعت کا عقیدہ ہے"** ان الفاظ نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ وہ جماعت انبیاے کرام علیہ الصلوۃ والتسلیم و اولیاے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قدرت و طاقت بعطاے الٰہی مانتی ہے لہٰذا ان کی طاقت بالذات نہ مانی۔

اب مفتی صاحب نے جواب میں وہ آیتیں نقل کی ہیں جو بت پرست مشرکین کی بتوں کی عبادت اور شرک کے احکام میں ہیں۔

سوال از آسمان، جواب از ریسماں!

اور کمال سفاکی یہ ہے کہ پہلا جواب اس طرح شروع کرتے ہیں کہ **"یہ عقیدہ قرآن کی تصریحات کے سراسر خلاف اور گمراہ کن ہے"** جس سے لوگ سمجھیں کہ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قدرت نہیں دی ہے۔ خدائی مار کا اندازہ کیجئے۔ پہلی آیت جو نقل کی ہے اس کی ابتدا ہی "یَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللهِ" (یونس:۱۸) سے ہے۔

جناب مفتی صاحب! سوال میں غیر اللہ کی عبادت کا ذکر ہی کہاں ہے۔ جو آپ یہ جواب دے رہے ہیں۔ جواب لکھتے وقت کم سے کم سوال سمجھ تو لیتے۔ جو اردو سوال نہ سمجھ سکے وہ پھر قرآن کریم و احادیث کریمہ کا مطلب کیا خاک سمجھے گا؟

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کریم خود فرماتا ہے:

"يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ"

(البقرہ:۲۶)

یعنی اللہ تعالیٰ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو اس سے ہدایت فرماتا ہے۔ اور اس سے انھیں کو گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔

یہ جناب کی بے حکمی کا اثر ہے بت پرستوں کی بت پرستی سے متعلق باتیں نقل کر کے زبردستی مسلمانوں کو گمراہ اور مشرک ٹھہرایا ہے۔ اگر آیت سمجھ میں نہیں آئی تھی تو اردو ترجمہ ہی میں غور کر لیتے کہ صاف لکھا ہے کہ: **"ایسی چیز کو پوجتے ہیں"** مگر جب بے حکمی بڑھ جاتی ہے تو نہ عربی سمجھ میں آتی ہے نہ اردو۔

اور دعویٰ تحقیق تو اتنا اونچا کہ گویا سات آسمان پھاڑ نکلے۔ ایسے مفت کے مفتی ہوں تو کیوں نہ صادق آئے۔

گر ہمیں مفتی و ہمیں ملا — دخت مادر حلال خواہد شد

آیت کریمہ اور ترجمہ نقل کرنے کے بعد جناب مفتی صاحب مرکزی دار العلوم رقمطراز ہیں کہ: **"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایسی چیزوں کو جو اس کے سوا پکاری جاتی ہیں۔ چاہے وہ پتھر، شجر، حجر اصنام اور بت ہوں یا اولیا انبیا (اقول علیہم السلام) نیک اور صالح لوگ سب کے پکارنے کو شرک قرار دیا ہے"** انتہی بلفظہ۔

جناب مفتی صاحب! اس آیت کریمہ میں کون سا لفظ ہے جس کا ترجمہ پکارنا ہے؟ اگر آیت کریمہ سمجھ میں نہ آئے تو اردو ترجمہ ہی میں پکارنے کا لفظ دکھا دیجئے۔ اس بے عقلی اور دھاندلی کی کوئی انتہا ہے؟ اور پھر اللہ تعالیٰ پر الزام کہ اس آیت میں سب کے پکارنے کو شرک قرار دیا ہے۔

یہ اس آیت کریمہ پر اور اللہ تعالیٰ پر کھلا ہوا بہتان ہے:

''وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ'' (الصف:۷)

۔۔۔۔۔۔۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ'' (البقرہ:۱۱۱)

اس کے بعد لکھتے ہیں: **"اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ نہ تو وہ اللہ کے یہاں کوئی سفارش کر سکتے ہیں اور نہ اپنے طور پر کوئی نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس لیے ان کا پکارنا اور ان سے دعائیں کرنی، ان سے اولاد اور رزق وغیرہ مانگنا سب جہالت کی باتیں ہیں اور یہ سب شرک ہیں"** انتہی بلفظہ۔

اس آیت کریمہ میں ''وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' سے بت پرستوں کے شرک کا بیان ظاہر ہے۔ بت پرست بت کو جو ایک بے جان چیز ہے معبود بنا کر اس کی پوجا کرتے ہیں اور اس کو سفارشی سمجھتے ہیں۔ بتوں میں زبردستی انبیاء و اولیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم و رضی اللہ عنہم، سب کو شامل کر کے اپنی طرف سے حکم جڑ دیا، اور سفارش سے بھی مطلقاً انکار کر دیا پھر

اس نے سفارش کا مطلقاً انکار کرنے سے فرمان باری تعالیٰ: ''مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ'' (البقرہ:۲۵۵) کا انکار کیا۔

''اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ'' (البقرہ:۸۵)

اس کے بعد لکھا۔ ''اس سلسلہ میں ذیل کی آیتیں ملاحظہ فرمائیں''

اس کے بعد (ا) لگاکر

1. آیت کریمہ: ''قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ'' (یونس:۴۹) نقل کرکے ترجمہ لکھا کہ

ترجمہ: ''تم فرماؤ کہ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔ ترجمہ کے بعد لکھا کہ: ''اس آیت میں لفظ قل سے خطاب آں حضور ﷺ کو ہے۔ جب آں حضور ﷺ اپنے بارے میں نفع وضرر اور برے بھلے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے بارے میں کیا اختیار رکھیں گے'' انتہی لفظہ۔

کیسی کھلی ہوئی ڈھٹائی ہے اور حماقت و جہالت پر کتنی جرات و جسارت ہے! خود ترجمہ میں قوسین کے اندر لفظ ''ذاتی'' بڑھا ہوا ہے۔ جب ذاتی اختیار کی قید لگائی تو کھلی ہوئی بات ہے کہ عطائی اختیار رکھتے ہیں۔ عطائی کی نفی نہیں ہوئی۔ ورنہ ذاتی کی قید بیکار ہو جائے گی۔ پھر ہر قسم کے اختیار کا انکار کرنا ترجمہ کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔ علاوہ بریں آیت کریمہ میں خود استثناء الا ماشاء اللہ موجود ہے۔ جس کے ترجمے میں لکھا ہے ''مگر جو اللہ چاہے''۔ مگر جوش وہابیت میں آیت کریمہ کا صحیح ٹکڑا ہضم کر گئے۔ اس لیے کہ اگر اس کو ظاہر کرتے تو عقیدۂ وہابیت کا جنازہ نکل جاتا۔ ظاہر ہے کہ ذاتی اختیار نہیں رکھتے، مگر اللہ چاہے تو اختیار ہو سکتا ہے۔ جیسے کوئی کہے ''گوجیدرہ سے سارے وہابی ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر

سے سینگ مگر الیاس بن عمر صاحب صدر جماعت نام نہاد اہل حدیث ''تو کیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ الیاس صاحب بھی غائب ہو گئے؟

اسی برتے پر قرآن و حدیث سمجھنے اور عامل بالحدیث ہونے کا دعوی؟ لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔

آنکس کہ نہ داند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابد الدھر بماند

جس آیت کریمہ سے ذاتی اختیار کی نفی اور عطائی اختیار کا ثبوت ملتا ہے جو اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ اس میں کے عطائی کے حصہ کو ہضم کر کے مطلقاً اختیار کی نفی کرنا یہ قرآن کریم پر رائے زنی ہے یا جہالت ہے دیکھو!

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسوں کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ دیکھو اور اپنا ٹھکانہ ڈھونڈھو۔ ارشاد گرامی ہے:

''من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار وفي رواية من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار، رواه الترمذي كما في مشكواة المصابيح''

اس کے بعد لکھتے ہیں: ''اور آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا دنیا میں کون پیغمبر کون ولی اور کون نبی ہے جو دوسروں کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے پس ایسا کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و اولیا کو کائنات پر تصرف کرنے کی قدرت دی ہے۔ محض حماقت اور قرآن سے لاعلمی ہے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے'' انتہی بلفظہ۔

پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت کریمہ میں واقع ''الا ماشاء الله'' کے ٹکڑے سے آنکھ بند کر کے اپنے زعم باطل سے بے اختیار فرض کر لیا پھر ان کی فرضی بے اختیاری کو

بنیاد بنا کر دوسروں کو بے اختیار کہا، لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان والا میں بے اختیار کہنے کو استثناء "الا ما شاء اللہ" نے جہنم رسید کر دیا جب یہی قول فاسد ہے تو اس بنا پر اوروں کو بے اختیار کہنا فاسد ٹھہرا اس لیے کہ یہاں بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔

انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام و اولیاے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو تو بے اختیار بنانے میں آیت کریمہ کے استثناء کو چھوڑ جائیں اور اختیار ماننے کو محض حماقت و قرآن سے لاعلمی اور ایسا عقیدہ رکھنے کو شرک بتائیں۔ جناب! جو القاب مسلمانوں کے لیے آپ نے بیان فرمائے ہیں استثناء یعنی "الا ما شاء اللہ" سے وہ سب آپ پر چسپاں ہو گئے۔

بتائیے استثناء "الا ماشاء اللہ" کو بالکل ہضم کر جانا حماقت ہے یا نہیں؟

2. آیت کریمہ: '' وَ لَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکَ وَ لَا یَضُرُّکَ ۚ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیۡنَ '' (یونس:۱۰۶)

ترجمہ میں: "اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا۔ الخ"۔

یہاں لَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کے ترجمہ میں "اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر" نے وہابیت کے اوپر موت کا جھنڈا گاڑ دیا، سوال میں ماسوی اللہ کی بندگی کا ذکر ہی نہیں اور جواب میں ماسوی اللہ کی بندگی کی آیت لکھنا اسی طرح ایک اور بے جوڑ بخیہ ہے جس کی مثال اوپر گزری اس آیت کے ترجمے کے بعد لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوا کہ نفع و نقصان کا پہنچانا اللہ کا کام ہے اس کے سوا یہ کام نہ کسی ولی کا ہے نہ نبی کا نہ کسی پیر و فقیر کا" انتہی بلفظہ۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حقیقت میں نافع و ضار بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن اس کی عطاء سے مخلوقات بھی نافع و ضار ہیں مطلقاً نفع و نقصان کی مخلوق سے نفی کرنا مفاد آیت و مفاد قرآن کے خلاف ہے جس کو استثناء "الا ماشاء اللہ" نے ظاہر کیا تھا! نبی اور ولی

کی دشمنی میں مطلقاً نفع ونقصان کی نفی کردی کچھ ہوش ہے؟

کیوں جناب! کوئی غیر مقلد کبھی بیمار ہوکر دوا پیتا ہے یانہیں؟ اگر نفع نہیں ہوتا تو پینا پاگل پن ہے اور اگر وہ نفع مانتا ہے توبقول آن جناب شرک کرکے مشرک ہوگیا۔ اگر جناب کو کوئی پچھاڑ کر سنکھیا کھلادے تو یا پولیس الغیاث تو نہ کریں گے؟ کہ سنکھیا کھلا کر مارے ڈالتا ہے۔ یا کم ازکم خود ایک تولہ سنکھیا کا شربت پی کر دکھائیے کہ نقصان کرتا ہے یانہیں؟ مزاج براہو جائیگا۔

کیوں جناب دوائیں جو جڑی بوٹیاں یعنی بے جان چیزیں ہیں نفع کے لیے غٹا غٹ پی جائیں اور سنکھیا کے نام سے پاجامہ خراب ہوجائے۔

لیکن اللہ والے اللہ کے خواص الخواص بندے انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور اولیاے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کچھ نہ کرسکیں۔

انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم تو بڑی ہستیاں ہیں ان کے متبعین ان کی غلامی کی برکت سے تقرب بالنوافل کا مرتبہ حاصل کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:"فكنت -- يده التي يبطش بها. كما في البخاری"کیا وہ ہاتھ کوئی قدرت نہ رکھے گا؟

اس کی قدرے تفصیل دوسرے باب میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ، ان کو اس طرح بے اختیار بنانا ان احادیث کریمہ کا انکار اوران سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟

"من عادى لي وليا فقد أذنته بالحرب"

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے۔

3. آیت کریمہ:"وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" الخ۔ (یونس:۱۸)

اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں۔ الخ۔

اس آیت کریمہ میں بھی بتوں کی پرستش کا بیان ہے۔ ترجمہ میں موجود ہے ”اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں“ الخ۔ یہ بھی اسی طرح سوال سے بے تعلق استدلال ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

4. آیت کریمہ: ”قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا“ (بنی اسرائیل:۵۶)

ترجمہ: تم فرماؤ پکارو انھیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو۔ الی آخرہ۔

یہ بھی بت پرستوں سے خطاب ہے بت پرست بے جان کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ کے ولی سے انھیں کیا نسبت؟ کوئی مسلمان نہ ان کی عبادت کرتا ہے نہ انھیں معبود سمجھ کر بلاتا ہے۔ ان کی جو شخص معاذاللہ عبادت کرے یا معبود سمجھ کر ندا کرے اس کو ہم بھی کافر و مشرک کہتے ہیں۔ نہ کوئی مسلمان ایسا کرتا ہے نہ ایسے کرنے والا مسلمان رہتا ہے اور سائل نے ”مسلم جماعت کا عقیدہ“ لکھا ہے۔

5. آیت کریمہ: ”اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا“ الخ۔ (الانبیاء:۴۳)“

ترجمہ: کیا ان کے کچھ خدا ہیں جو ان کو ہم سے بچائے ہیں۔ الی آخرہ۔

یہ بھی بت پرستوں سے متعلق ہے۔ اور سوال پرستش سے متعلق نہیں ہے لہٰذا یہ بھی سوال سے غیر متعلق ہے۔ کما سبق۔

جب یہ مسلم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فاعل مستقل بالذات ہے تو اس کا مقابل کوئی نہیں ہو سکتا، نبی و ولی کو زبردستی مقابل ٹھہرا کر بتوں کی طرح مجبور کہنا مفاد قرآن کے خلاف ہے۔ ”الا ماشاء اللہ“ نے اس قسم کے اوہام باطلہ کا ناس لگا کر حق کو واضح فرما دیا ہے۔ اسی ڈر کے مارے مفتی صاحب موصوف آیت کریمہ کے اس حصے کو کھا گئے مگر ہضم نہ کر سکے۔

6. آیت کریمہ: ''یَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَ مَا لَا یَنۡفَعُهٗ'' الآیة

ترجمہ: ''اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو ان کا برا بھلا کچھ نہ کرے۔ الخ''

اس میں بھی غیر اللہ کو یعنی بتوں کی بحث ہے۔ یہ بھی سوال سے غیر متعلق ہے جیسا کہ گزرا۔

7. آیت کریمہ: ''وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡـًٔا'' الآیة

ترجمہ: اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے۔ الخ''

اس میں بھی اسی سلسلۂ جہالت سے کام لیا ہے۔ کمامر۔

صاف لفظوں میں '' من دونه الهة '' موجود ہے اور ترجمہ ''میں اس کے سوا اور خدا ٹھرا لیے'' لکھا مگر نشۂ وہابیت میں چور ہو کر وہی راگ الاپنے لگے، کسی نے کہا ہے۔

الفت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

8. آیت کریمہ: ''اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ'' الآیة

ترجمہ: بے شک وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ الخ۔

اس میں بھی غیر اللہ کی پرستش اور پوجنے کی بحث ہے۔ اور یہاں بھی الفت وہابیت کارفرما ہے۔ حبك الشی یعمی ویصم۔

9. یہاں آیت کریمہ نقل کرنے سے پہلے ہی لکھ دیا کہ ''اولاد کے بارے میں، خاص طور سے ذیل کی آیت ملاحظہ فرمائیں''۔ انتہی بلفظہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص تیر ماریں گے۔ آیتِ کریمہ ہے:

لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ

لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ (۴۹) اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (۵۰)

ترجمہ: اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہیے بانجھ کر دے۔ بیشک وہ علم و قدرت والا ہے۔ انتہی بلفظہ۔

اس کے بعد بلا کسی تشریح و نتیجہ کے دوسری آیت یعنی دسویں آیت نقل کر دی۔

10. آیت کریمہ: ''وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ''

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تمھاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمھارے لیے عورتوں سے بیٹے اور پوتے، نواسے پیدا کئے اور تمھیں ستھری چیزوں سے روزی دی تو کیا جھوٹی بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہو''۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ''ان دونوں آیتوں میں صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ بیٹے، پوتے، نواسے اور مذکر و مونث اولاد دینے والا اللہ اور صرف اللہ ہے۔ بانجھ بنانے والا بھی وہی ہے پھر اللہ کے سوا کسی اور سے ان چیزوں کا مانگنا گمراہی شرک و کفر ہے۔ اس لیے جن مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و اولیاے کرام کو کائنات پر تصرف کرنے کی پوری قدرت دی ہے، وہ اولاد و رزق دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ سراسر غلط، قرآن کی آیات کے خلاف اور کفر و شرک ہے''۔ انتہی بلفظہ۔

پہلے تو شرک و کفر کہا تھا۔ یہاں الٹ دیا یعنی کفر و شرک کہا بہر حال رہے اسی دائرہ میں۔ لطیفہ یہ ہے کہ ان کو مسلمان بھی کہتے ہیں پھر ان پر شرک و کفر بھی ٹھوکتے جاتے ہیں

کسی نے خوب کہا ہے

ترے اقرار میں انکار ترے ہاں میں نہیں
قول یہ قول یہ پیماں کسی پیماں میں نہیں

سچ ہے ”لكن الوهابية قوم لا يعقلون“

جناب من، اللہ تبارک و تعالیٰ کی سلطنت حقیقۃً زمین و آسمان اور سارے جہان پر ہے۔ اور وہی سب کا خالق و مالک ہے۔

اس میں کسی مسلمان تو کیا کسی مسلمان کہنے والے کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ اس کی عطا سے مخلوق کو بھی سلطنت ملتی ہے۔ ورنہ سلطنت نجدیہ پر وہابی کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور خلق حقیقی بھی اسی کا کام ہے۔ لیکن اس کی عطا سے مخلوق مجازاً خلق کرتا ہے، یہی قرآن کریم کی سورہ آل عمران میں ہے۔ اسی کی بابت رسول بنی اسرائیل کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ:

”اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ“ الآیۃ۔

دیکھو لفظ خلق یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ حقیقی خلق نہیں ہے۔ یہ مورت بنا کر پھونک مار کر زندہ کرنا ہے جو مجازاً خلق ہے۔ آپ کے قول کی بنا پر یہ شرک ہو گیا، اور اس کے علاوہ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ“

یعنی میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

دیکھئے یہ باتیں اللہ کے حکم سے نفع پہنچانے کی ہیں یا نہیں؟ کیا اندھے کو انکھیارا کر دینا

نفع پہنچانا نہیں ہے؟

کوئی وہابی اندھا ہو جائے اور کوئی اللہ کا نیک بندہ اس کو انکھیارا کر دے تو اس سے پوچھو کہ اس کو نفع ہوا کہ نہیں علی ھذا القیاس کیا مردے کو زندہ کر دینا کم نفع پہنچانا ہے؟ اگر یہ امور نفع نہیں ہیں تو اگر کوئی شخص کسی وہابی کی آنکھ میں سوجا گھسیٹ کر اسے اندھا کر دے تو یہ نقصان پہنچانا ہوگا یا نہیں ہوگا؟ حالانکہ اگر ایسا کیا جائے تو سب سے پہلے وہابی یا پولیس الغیاث یا حاکم المدد کہتے ہوئے دوڑیں گے اور نقصان پہنچانے کی شکایت کریں گے۔ خواہ وہ پولیس یا حکام مشرکین میں سے کیوں نہ ہوں پھر اس طرح نقصان پہنچانے کی شکایت کر کے اپنے مذہب نامہذب کی بنا پر خود مشرک ٹھہریں گے، اور اگر ان امور کو نفع تسلیم کرتے ہیں تو ان کے مذہب نامہذب کی بنا پر یہ شرک ہو جائے گا اور ایسا کرنے والا مشرک! اس طوفان شرک سے کوئی وہابی بچ نہیں سکتا۔

کچھ خبر ہے، ہم سنیوں پر اندھا دھند کفر و شرک کا فتویٰ ٹھونک کر کس کس کو مشرک کہنا لازم آئے گا، اس قول وہابی کی بنا پر رسول بنی اسرائیل ''أَخْلُقُ لَكُم'' اور ''أُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ'' کہہ کر معاذ اللہ مشرک ٹھہرے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو حق جانا، تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی مشرک ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اتار کر ثابت رکھا۔

لہٰذا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اس پر بھی یہی الزام آگیا۔ یہ شرک کا ایسا طوفانی فتویٰ ہے جو نہ نبی کو چھوڑے نہ رسول، نہ خدا کو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ایسی حالت میں اس مذہب معلوم وان اہل مذہب معلوم پر ٹھیک صادق آیا۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا۔ الخ۔

دوسرا باب

محبوبانِ خدا سے استمداد کا ثبوت اور مفتی جی کے استدلال کا اظہار حقیقت

آیت کریمہ: ''وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ'' (سورۂ آل عمران، پ:۳، آیت:۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول کہ تمھاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے یہ عالم ارواح میں مدد کا عہد کون لے رہا ہے؟ عہد وہ لے رہا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور عہد کس سے لے رہا ہے؟ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کی جماعت سے، کس کی مدد کرنے کا عہد ہے؟ ان کی جو سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلوت والتسلیمات ہیں۔ اب وہابی دھرم میں کس کس پر شرک کا فتوی دیں گے۔

وہابیت کے پیدا ہونے سے ہزاروں سال پہلے یہ واقعہ عالم ارواح میں گزرا، نہ ہوا وہاں کوئی وہابی، ورنہ دربار الٰہی میں شاید جرات کر بیٹھتا اور ''الآیات البینات في رد الشرك والبدعات'' کی عبارت سناتا کہ ''آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے بارے میں نفع و ضرر اور برے بھلے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے بارے میں کیا اختیار رکھیں گے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑا دنیا میں کون پیغمبر، کون ولی، اور کون نبی ہے جو دوسروں کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے'' انتہی بلفظہ۔ تو پھر دربار خداوندی سے یہ حکم ہوتا کہ اپنے پیشوا (ابلیس علیہ اللعن) کی طرح ٹرٹر مچاتے ہو، چلے جاؤ اس کے ساتھ، پھر اس کو مزا آجاتا۔

آیت کریمہ: ''اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ'' (سورۂ آل عمران، پ:۳، ع:۱۳)

ترجمہ: میں تمھارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمھارے رب کی طرف سے کہ میں تمھارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اب کچھ خبر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اپنے حکم سے کیسے کیسے جلیل اختیارات عطا فرماتا ہے! یہی مسلمان کا عقیدہ ہے کہ بغیر اللہ کے حکم و عطا کے کچھ نہیں اور اس کے حکم و عطا سے سب کچھ ہے۔

آیت کریمہ: ''قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ'' (سورۃ الصف، پ:۲۸، ع:۱۰)

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں، حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حوارین سے مدد چاہی، کیا آج کل کے وہابی ان سے زیادہ اپنے کو موحد سمجھتے ہیں؟ اسی کو تو یہ شرک کہتے ہیں۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ ہے کوئی بدبخت جو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مشرک کہے جو کہے گا وہ کتنا زبردست کافر ہوگا؟ اور ایسا قول جس سے کسی نبی کا مشرک ہونا لازم آئے کس قدر گندا و باطل ہوگا؟ یہاں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حوارین کو مدد کرنے کے قابل سمجھا

جب ہی تو اعلان فرمایا: ''مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ''۔

وہابی دھرم والے خصوصا مرکزی دار العلوم بنارس والے تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معاذ اللہ کہتے ہیں کہ کوئی اختیار نہیں رکھتے، نہ اپنا نہ دوسرے کا، بھلا اور انبیاے کرام کے لے کیا اختیار مانیں گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا مرتبہ حضرت مسیح علیہ السلام نہیں رکھتے اور حضرت مسیح علیہ السلام کا مرتبہ ان کے حواریین نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود حضرت مسیح علیہ السلام نے ان سے مدد مانگی جس کا اعلان قرآن کریم ببانگ دہل ''من انصاری إلی الله''نقل کرتے ہوئے فرما رہا ہے۔ اسی برتے پر دعویٰ علم قرآن کا؟ اور اسی برتے پر انبیا علیہم السلام اور اولیا رضی اللہ عنہم کے لیے اختیار ماننے والے پر لاعلمی اور شرک کا فتویٰ؟

آیت کریمہ: ''وَتَعَاوَنُوا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الۡإِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ''

(سورۂ مائدہ، پ:٦، ع:٥)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں کہ قرآن کریم کسی طرح تمام لوگوں کو حکم دے رہا ہے کہ نیکی اور پرہیز گاری پر مدد کرو۔ جو وہابی دھرم اور مفتی جی موصوف کے نزدیک شرک ہے۔

آیت کریمہ: ''اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ'' (سورۂ محمد، پ:٢٦، ع:٥)

ترجمہ: اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمھاری مدد کرے گا۔ دیکھو اللہ تبارک و تعالیٰ نصرت دین کے حکم کو کسی اعلی کرم و نوازش کے ساتھ بیان فرما رہا ہے۔ وہ حیی قیوم قادر مطلق غنی بالذات ہے۔ اپنے دین کی مدد کو اپنی مدد سے تعبیر فرما رہا ہے اس کرم و نوازش کی

کوئی حد ہے؟ مگر وہابی دھرم میں یہ شرک ہے، معاذ اللہ اعاذنا اللہ من مذھب الوھابیۃ۔الخ۔

آیت کریمہ: ''فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ'' الخ (سورۂ کہف، پ:۱۶، ع:۲)

ترجمہ: تم میری مدد طاقت سے کرو۔

حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم سے کہا میری مدد طاقت سے کرو کہیے جناب حضرت ذوالقرنین نے قوم سے بذریعۂ طاقت مدد کرنے کا مطالبہ فرمایا، لہٰذا ان کی قوت تسلیم کی اور قوت یقیناً بالذات مان نہیں سکتے، لہٰذا بعطائے الٰہی قوت و اختیار ماننا یہی تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اسی بنا پر تو مسلمان استمداد کرتا ہے جس کو وہابی شرک کہتا ہے، نہ ہوا اس وقت مفتی وہابیہ کہ مولوی خرم علی کا شعر سناتا ہے۔

جو خود محتاج ہو دوسرے کا
بھلا اس سے مدد مانگنا کیسا؟

آیت کریمہ: ''هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ'' (سورۂ انفال، پ:۱۰، ع:۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمھیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا، دیکھو، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مدد کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کا اعلان فرمارہا ہے کہو، کیا فتویٰ دوگے؟

آیت کریمہ: ''فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ'' (سورۂ تحریم، پ:۲۸، ع:۱۹)

ترجمہ: ''تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور ان کے بعد فرشتے مدد پر ہیں''۔ سب کے مدد پر ہونے کا اعلان فرمارہا ہے۔ ہمت ہے کہ ''جو خود محتاج ہوئے دوسرے کا'' الخ۔ والا شعر سناؤ؟

آیت کریمہ: ’’وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ (۲۹) ھٰرُوْنَ اَخِی (۳۰) اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ‘‘

(سورۂ طٰہٰ، پ:۱۶، ع:۱۱)

ترجمہ: اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر، یہاں موسی علیہ السلام نے اپنی مدد کے لیے دربار خداوندی میں اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو وزیر بنانے کے واسطے دعا کی، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ بندہ خدا کی عطا سے مددگار بن سکتا ہے یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے جس کو وہابی شرک کہتا ہے۔

آیت کریمہ: ’’قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ‘‘ (سورۂ نمل، پ:۱۹، ع:۱۸)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ بلقیس کا تخت اسی (۸۰) گز لمبا، چالیس (۴۰) گز چوڑا اور سونے چاندی اور جواہر سے مرصع تھا کتنا وزنی ہوگا، اعلم کتاب کی کرامت تو دیکھئے، پلک مارنے سے پہلے لا کر حاضر کیا۔ یہ کم قدرت کی بات ہے؟ یہ سلیمان علیہ السلام کے درباری حاضر باشوں کی طاقت ہے اور یہ مدعی ایمان سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکھتا ہے کوئی اختیار نہیں؟ اس قدر جسارت و حماقت و جہالت ہے، انبیاے کرام علیہ الصلوت والتسلیمات سے کس قدر عناد ہے؟ اسی عناد کی وجہ سے انبیاے کرام خصوصًا سید الانبیا علی الصلوٰۃ والتسلیمات کی شان میں گستاخی کر کے جہنم کے کندے بنتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو کبر و مکر و جہالت

اور عداوت انبیا و اولیا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الکریم و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و بارک وسلم۔

سوال میں سائل نے تصریح کی ہے کہ ایک مسلم جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیا و اولیاے کرام کو کائنات پر تصرف کرنے کی پوری قدرت دی ہے۔ انتہی بلفظہ۔

اس میں بالکل واضح طریقہ سے بلکہ اظہر من الشمس طور پر ظاہر کیا ہے کہ یہ لوگ ان کی قدرت بعطاے الٰہی مانتے ہیں۔ اس پر مفتی صاحب نے گیارہ جگہ شرک کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعطاے الٰہی کسی میں قدرت کا ماننا شرک ہے۔ اب بتائیں، وہابیوں کو کھانے کی قدرت ہے یا نہیں؟ کپڑے پہننے کی قدرت ہے یا نہیں؟ خرید و فروخت کی قدرت ہے یا نہیں؟ تقریر کرنے کی قدرت ہے یا نہیں؟ مفتی صاحب کو فتوی لکھنے کی قدرت ہے یا نہیں؟ کسی چیز کو دیکھنے کی قدرت ہے یا نہیں؟ کسی چیز کو پکڑنے کی قدرت ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ اگر نہیں کہتے ہو تو لازم آے گا کہ جتنے وہابی ہیں سب اندھے، بہرے، لنگڑے، لولے، لُنج، بے تجارت، بے گھر ہیں اور یہ بھی لازم آئے گا کہ مفتی صاحب کو فتوی دینے کی بھی قدرت نہ تھی، اگر یہی ہے تو فتوی کس نے دیا نتیجے میں ابن عمر صاحب صدر جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) گوجیدرہ بیچارے جھوٹے مفتری کذاب ٹھہرے اور اگر طاقت ہے تو یہ دو حالوں سے خالی نہیں ہے، بعطاے الٰہی ہے یا بالذات ہے۔ اگر بعطاے الٰہی مانی تو یہ اس قول کی بناء پر شرک ہے اور اگر بالذات مانی تب تو شرک متفق علیہ ہو جائے گا، بہر حال شرک کے لپیٹ میں سب وہابی آجائیں گے۔

علاوہ بریں بعطاے الٰہی قدرت ماننے کو شرک کہا جائے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بھی بعطاے غیر ہے۔ یہ کھلا ہوا کفر ہے، باوجود اس کے وہابیوں کے یہاں شرک

کا فتوی ٹکے پنسیری ملے گا اور شرک کی جامع مانع تعریف پوچھو تو جان نکل جائے گی۔ ہندوستان کے وہابیوں کا مرکزی مفتی نہ کر سکے تو کیا تعجب، مکہ معظمہ کا نجدی مفتی برسہا برس گزرنے کے باوجود آج تک شرک کی جامع مانع تعریف نہ کر سکا۔ اس سے ان کے فتوے کی حقیقت ظاہر ہے۔

سچ فرمایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ اخیر زمانے میں جاہلوں کو سردار بنائیں گے وہ گمراہ وگمراہ گر ہوں گے۔ سردار بنائیں گے، وہ گمراہ وگمراہ گر ہوں گے۔

مرکزی مفتی جی موصوف سائل کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کے سوال میں ایک جملہ یہ بھی کہ ''ان سے مدد مانگنا، ان کی قبروں پر چادر چڑھانا اور ان کی مزاروں پر عرس کرنا جائز ہے'' اب فتوی سنئے، موصوف لکھتے ہیں کہ ''واضح ہو کہ شریعت میں یہ تمام کام ممنوع، حرام، اور کفر و شرک ہیں'' اب دلیل سنئے مگر حکم کو یاد رکھئے، پھر سن لیجئے کہ ''ممنوع حرام اور کفر و شرک ہیں''۔

اب ہوش سے دلیل سنیے، لکھتے ہیں کہ: ''موطا امام مالک مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی کے ص:۶۰ میں ہے کہ:

'' عن عطاء بن یسار ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللّٰہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد'' (4)۔

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میری قبر کو ایسا بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جائے ایسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب بہت زیادہ ہو جاتا ہے جو اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں'' انتہی بلفظہ۔

مفتی جی سے انصاف کی امید ہی کہاں؟ ہاں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ غور

فرمائیں سوال میں چند چیزیں ہیں، اول ان سے مدد مانگنا، دوم ان کی قبروں پر چادر چڑھانا، سوم ان کے مزاروں پر عرس کرنا، ان تین چیزوں پر چار قسموں کے حکم ہیں اول ممنوع، دوم حرام، سوم کفر اور چھارم شرک، حدیث منقول میں ان سات چیزوں میں سے کس کا ذکر کہاں ہے؟ یعنی سوال میں جن تین چیزوں کا ذکر ہے وہ کہاں اور ان پر مرکزی مفتی جی نے جو چار قسموں کے حکم لگائے ہیں، وہ کہاں؟ کوئی وہابی ڈھونڈھ کر بتائے۔

سوال میں بت بنانے کا یا اس کی عبادت کا ذکر نہیں ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے۔ اور حدیث شریف میں جس کا ذکر ہے اس کا سوال میں ذکر نہیں ہے، مرکزی مفتی صاحب کا حال یہ ہے۔ کہ من چہ می گویم بتنور من چہ می سراید، سوال میں مذکور تین چیزوں اور ان کے ان چار احکام ان سات چیزوں میں سے ہر ایک چیز کا تذکرہ حدیث میں دکھانے پر سو سو روپیہ انعام ہے کسی وہابی کی مجال ہے کہ سات سو روپیہ تو در کنار ایک نِیا (اٹھنی، چرنی) پیسہ بھی لے سکے؟

اس کے بعد ایک دوسری حدیث بھی پیش کی ہے۔ اس کا حال بھی سن لیجئے، لکھتے ہیں کہ "ایک دوسری روایت ہے کہ:

" عن ابن عباس قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج۔ رواه الخمسة الا ابن ماجه"۔(5)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور ان لوگوں پر بھی لعنت بھیجی ہے۔ جو ان قبروں کو سجدہ گاہ یا دعا اور عبادت کی جگہ بنا لیتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو ان قبروں پر چراغاں کرتے ہیں "۔انتہی بلفظہ۔ اس کا بھی وہی حال ہے۔ مدد مانگنے وغیرہ کا ذکر کہاں ہے؟ نہ ہی ان احکام کا

ذکر ہے۔

اس کے بعد جملہ رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ کا ترجمہ کرتے ہیں کہ ”اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے“۔ لفظ خمسہ کا ترجمہ تین کرنا مرکزی مفتی جی کی لیاقت کا آئینہ دار ہے، کسی لغت کی کتاب میں اگر خمسہ کا ترجمہ تین دکھادیں تو گیارہ سوا روپیہ انعام۔ یہ ہیں مرکزی مفتی! مفت کا مفتی بھی شاید ایسا نہ ہو، اس طرح اندھے ہوکر لاٹھی چلاتے ہیں ، خمسہ کا ترجمہ پانچ نہیں سوجھتا، تین بنادیتے ہیں ٹھیک ہے نہ۔

گر ہمیں مفتی و ہمیں ملا
دخت ما در حلال خواہد شد

اور حکم لگایا کہ یہ سب شرک ہے۔ پھر حدیث کریمہ سے جو انھیں معلوم ہوا اسے اس طرح لکھتے ہیں کہ ”قبروں پر چراغ جلانا، وہاں جاکر دعائیں کرنی، سجدے اور نمازیں ادا کرنا اور وہ کام جو مسجدوں میں کئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی کام قبروں کے پاس کرنا یہ سب شرک ہیں“۔ انتہی بلفظہ۔

یہ چند چیزیں ہوئیں ، اول قبروں پر چراغ جلانا، دوم وہاں جاکر دعائیں کرنی، سوم سجدے اور نمازیں ادا کرنا، اور وہ کام جو سجدوں میں لے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ”سب شرک ہیں“ اب دیکھے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف قبروں کے پاس ہے، بلکہ قبروں کے چاروں طرف ہے اس مسجد شریف میں جتنے وہابی جاتے ہیں سوائے چراغ جلانے کے ان کاموں میں سے کون سا کام نہیں کرتے۔ وہاں دُعا نہیں کرتے یا سجدے نہیں کرتے، یا نمازیں ادا نہیں کرتے، یا وہ کام جو مسجدوں میں کئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی کام نہیں کرتے؟ سب کچھ کرتے ہیں، تو جتنے وہابی حج کر کے مدینہ منورہ کی مسجد نبوی

شریف میں حاضر ہوتے ہیں وہ سب مشرک ہو جاتے ہیں۔

مرکزی مفتی جی مذکور کو چاہئے کہ جتنے وہابی مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو کر واپس آتے ہیں۔ سب کی تجدید ایمان وہ تجدید نکاح کرائیں، اس لیے کہ ان کے اس فتوی سے وہ سب مشرک ہو گئے اس کے بغیر جو حاجی اور مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے والے بیوی والے ہیں وہ عمر بھر زنا میں مبتلا ہوتے ہیں پھر حج اور مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے کے بعد جو اولادیں ہوتی ہیں وہ سب حرامی ہوتی ہیں، کیوں کہ مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہے مرکزی مفتی جی کی حدیث دانی اور یہ ہے بے مہابہ غلط فتوی دینے کا نتیجہ، مرکزی دارالعلوم بنارس اس وقت تمام ہندوستان میں غیر مقلدوں کا سب سے بڑا دارالعلوم ہے اور غالباً پاکستان میں بھی اتنا بڑا غیر مقلدوں کا دارالعلوم نہ ہوگا، جب وہاں کے مفتی جی کی حدیث دانی وافتاء کا یہ عالم ہے تو اور غیر مقلد مولویوں کا کیا حال ہوگا؟ جبھی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخیر زمانے کی حالت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

”فافتوا بغيرعلم فضلوا وأضلوا متفق عليه“۔(6)۔ مشکوۃ المصابیح۔

اگر ان غلطیوں، جہالتوں، حماقتوں اور احادیث کریمہ نقل کر کے اناپ شناپ بکواس کرنے کی مختصر تشریح کی جائے، تب بھی رسالہ طویل ہو جائے گا، جس کا پڑھنا عام طور سے لوگوں کے لیے دشوار ہوگا، لیکن مختصر سے مختصر کو اور کتنا مختصر کیا جائے؟ سمجھ میں نہیں آتا، بہر حال کوشش یہی کی جائے گی کہ جہاں تک ہو سکے اختصار کیا جائے۔ خدا کرے کہ غایت اختصار مطلب کے ظاہر کرنے میں مخل نہ ہو جائے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۱۰۷)"

(پ:۱۱،ع:۱۶،آیت:۱۰۷)

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔ انتہی بلفظہ۔

اس سے تو کسی کو انکار نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فاعل مستقل بالتاثیر قادر مطلق بالذات ہے۔ اس کا کون مقابلہ کر سکتا ہے لیکن بزرگوں کی دعاؤں سے جو باتیں ہوتی ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتی ہیں ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقابل سمجھنا حماقت و جہالت ہے۔ بزرگان دین اللہ تعالیٰ سے حصول فیض کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"انما انا قاسم واللہ یعطی"(7)(بخاری شریف)

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ حقیقی دینے والا ہے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم فرمانے والے ہیں۔ آیت مذکورہ بالا اور اس قسم کی جتنی آیتیں ہیں سب میں قدرت بالذات کی علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے تخصیص کی گئی ہے۔ اور غیر سے قدرت بالذات کی نفی کی گئی ہے۔ خود اسی کتاب کے صفحہ ۹ پر قل لا املِكُ لِنَفْسِي الآیه کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے مفتی جی موصوف نے قوسین میں لفظ ذاتی نقل کیا ہے۔ یہاں اگر عطائی اختیار کی نفی مانی جائے تو وہی خرابیاں لازم آئیں گی جن کا ذکر اوپر گزرا۔

علاوہ بریں اگر انسان کو بالکل مجبور محض مانا جائے، یعنی ایسا کہ اس کو عطائی قدرت و

طاقت بھی نہیں ہے تو وہ مکلف نہ رہے گا، اسی قسم کی کج فہمیوں اور گمراہیوں کو دور کرنے کے لئے تنبیہ فرمائی کہ: ''یُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَيَهْدِى بِهٖ كَثِيرًا'' یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ یہاں خطاب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو تمام عالم کے لیے رحمت اور اللہ تعالیٰ سے حصول فیض کے لیے واسطہ ہیں ان کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہے جو ان کا سفارشی بنے۔

اس کے بعد ایک آیت نقل کی: ''وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ'' اور خود ہی ترجمہ نقل کیا کہ ''اور اس کے سوا جنھیں تم پوجتے ہو۔ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں'' پھر لکھا: ''معلوم ہوا کہ پیر اولیا و انبیا کو پکارنا اور مدد مانگنا جب کہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ان کو کوئی اختیار ہے محض بیکار اور شرک میں مبتلا ہونا ہے''۔ انتھی بلفظہ۔

اس کا رد تو ہو چکا ہے لیکن ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مفتی جی موصوف اور جتنے وہابی ہیں، اپنے گھر اور جائیداد اور جانوروں کے یا کسی چیز کے مالک ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو جناب مالک ہوں، جتنے وہابی ہیں سب مالک ہوں، لیکن انبیا و اولیا کسی چیز کے مالک نہ ہوں؟

پھر اگر ملک اور اختیار مانا، تب تو مشرک ہو گئے، کیوں کہ بقول آپ کے یہ امر آیت مذکورہ اور اس قسم کی دوسری آیتوں کے خلاف ہو گیا، اور اگر نہ ملک ہے، نہ اختیار ہے، تب سارے وہابیوں کو یہ چاہئے کہ اپنی چمر توحید سنبھالنے کے لیے گھر جائداد، ملکیت، کپڑا لتہ سب چھوڑ کر برہنہ جنگل میں بھاگ جائیں اور یہ سب بعطاے الٰہی ملک و اختیار ماننے والے سنیوں کے حوالے کر دیں۔

اس کے بعد مفتی جی کو فقہ کی سوجھی تو کچھ فقہ کی عبارتیں بھی نقل کیں، حالانکہ نقل

کرتے ہوئے بدحواسی میں خود اپنے ہی خلاف کچھ نقل کر گئے ایک صفحہ پہلے قبروں کے پاس دعا کرنے کو شرک بتایا تھا، اب فقہ کی متعدّد کتابوں کے نام لینے کے بعد جو عبارت نقل کی ہے اس میں صاف تصریح ہے: ''الدعاء عنده قائما'' اور خود ترجمہ کیا کہ ''اس کے (قبر کے) پاس کھڑے ہو کر دعا کی جائے''۔ کیوں جناب صفحہ ۱۵ کے اخیر میں جس چیز کو شرک میں شمار کیا، صفحہ ۱۶ کے اخیر میں وہی سنت ہو گئی، شرک معاذ اللہ سنت ہو سکتا ہے؟ یا سنت معاذ اللہ شرک ہو سکتی ہے؟

اگر سنت شرک ہو جائے تو معاذ اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلم شرک اور مبتلیٰ بالشرک کہنا لازم آئے گا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حافظہ نباشد تو ہوا ہی کرتا ہے لیکن اتنا زیادہ کہ چھوٹی سی کتاب میں ایک ہی صفحے کے بعد حافظہ نباشد ہو گیا!

اس کے بعد فتاویٰ عزیزیہ کی ایک عبارت کا ترجمہ لکھا ہے اور عرس کے ناجائز ہونے پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ شاہ صاحب مرحوم نے مطلقاً عرس کے بارے میں ایسا نہیں لکھا ہے، بلکہ بعض جگہوں پر بعض لوگ جن حماقتوں اور ناجائز افعال کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو مثلاً قبر کو سجدہ کرنے اور باجے بجانے، وغیرہ وغیرہ خرافات کو ناجائز کہا ہے۔ ان کو کون جائزہ کہتا ہے؟ نہ ہی یہ عرس کے لوازم میں سے ہیں۔ بہت سے ایسے اعراس مشایخ قادریہ ونقشبندیہ ہندوستان ہی میں ہوتے ہیں، جو ان باتوں سے خالی ہوتے ہیں جن میں قرآن خوانی، وعظ و نصیحت بلا مزامیر نعت خوانی اور حلقۂ ذکر وغیرہ ہوتا ہے۔ کوئی وہابی عرس میں جاتا ہی کہاں ہے، کہ اس کی برکتوں سے مالا مال ہو۔ اس کی قسمت میں تو محرومی ہی محرومی ہے۔ اس کے بعد بغیر تعلق کے طواف قبر سجدہ اور قبر پر ہاتھ رکھنے کی

بحث چھیڑی ہے یہ زائد از بحث ہے۔ تطویل سے بچنے کے لیے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد چادر چڑھانے کی بحث شروع کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ "چادر چڑھانے کی ممانعت بخاری اور مسلم کی اس روایت سے ثابت ہوتی ہے جسے صاحب مشکوۃ نے کتاب التصاویر میں ذکر کیا ہے کہ:

وعنها ان النبي ﷺ خرج في غزاة فاخذت نمطا فسترته على الباب فلما قدم فراى النمط فجذ به حتى هتكه ثم قال ان الله لم يامرنا ان نكسو الحجارة والطين، متفق عليه۔ (8)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے میں نے ایک بچھانے والا کمبل یا ٹاٹ خریدا اور اسے دروازہ پر لٹکا دیا، جب آپ واپس آئے اور اس پردے کو دیکھا تو کھینچ کر پھاڑ دیا پھر فرمایا کہ اللہ نے ہم کو مٹی اور پتھر کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا ہے"۔

اس میں خود ہی انھوں نے جو ترجمہ کیا ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ "ٹاٹ خریدا اور اسے دروازے پر لٹکا دیا"۔

امام نووی کا استدلال بھی دیواروں اور مکانات کے متعلق ہے۔ جن کا سوائے پتھروں، اینٹوں اور گارے وغیرہ کے کسی مکرم و معظم روح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا بزرگوں کی قبروں پر قیاس کرنا یا دونوں کو برابر سمجھنا عقل و دیانت کی قبر کھودنا ہے۔ قبر پر اس لیے چادر نہیں چڑھائی جاتی ہے کہ وہ اینٹوں گارے اور پتھروں کی بنی ہوئی ہے۔ بلکہ اس لیے کہ وہاں خاصان خدا میں سے ایک معظّم و مکرم بزرگ آرام فرما ہیں، چادر چڑھانے سے نظر عوام میں ان کا احترام ہوگا، پھر احترام سے آدمی وہاں حاضر ہوگا اور بے حرمتی نہ کرے گا اس احترام کی وجہ سے اس بزرگ سے زائر کو فائدہ پہنچے گا، اس نیت سے چادر چڑھائی جاتی

ہے۔

بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے:

"انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی" (9) الحدیث (بخاری شریف)

یعنی اعمال کی جزا کا انحصار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، اس نیت حسنہ کی وجہ سے اس حدیث شریف کی بنا پر یہ فعل باعث ثواب ہو گا۔

مذہب وہابیت چوں کہ حقانیت سے بعید، روحانیت سے دور اور اپنی بد مذہبی کے نشہ میں چور ہے۔ اس کو بزرگوں کی تعظیم سے کیا نسبت۔ اسے تو بزرگان دین کی قبور مقدسہ مٹی، اور پتھر ہی نظر آتی ہیں۔ انھیں پر اس کی نظر ٹھہر جاتی ہے۔ بزرگ ہستی اور روح مقدس تک اس کی نہ نظر جاتی ہے نہ خیال پھر اس کو اس کا مذہب نامہذب بھی روکتا ہے مٹی پر نظر کا ٹھہر جانا اور روحانیت کا لحاظ نہ کرنا ان کی نئی ایجاد نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ان کے معلم اول ابلیس علیہ اللعنۃ کی شروع کی ہوئی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

اس نے باری عزوجل کے دربار میں بے جا حجت اور بد تمیزی کرتے ہوئے بکواس کی، جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف جگہوں پر مختلف عنوانوں کے تحت بیان فرمایا ہے۔ نقل فرمایا ہے کہ شیطان نے کہا:

''لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ(۳۳)''

ترجمہ: مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ (سورۃ الحجر، پ:۱۴، ع:۳)

اس کی نظر مٹی ہی پر ٹھہری اور وہ سیدنا آدم علیہ السلام کی روح لطیف تک نہ پہنچی، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے جنت سے نکال باہر کیا۔ ارشاد فرمایا:

''فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ (۳۴) وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ (۳۵)''

(سورۂ حجر، پ:۱۴، ع:۳)

ترجمہ: تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔

دوسری جگہ نقل فرمایا ہے کہ شیطان نے کہا:

''اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ'' (سورۂ: ص، پ:۲۳، ع:۱۴)

ترجمہ: میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اس پر ارشاد فرمایا: ''فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ (۳۴) وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ (۳۵)'' (سورۂ: ص، پ:۲۳، ع:۱۴)

ترجمہ: ''تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک''۔

نہ روح لطیف تک اس کی نظر پہنچی نہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کریم کی جلوہ گری کا خیال کیا، مٹی مٹی چلاتا رہا۔ آج کے وہابی اسی کا گروہ ہیں کہ قبور صالحین کی مٹی، پتھروں اور گارے تک ان کی نظر جاتی ہے اور ان کی قبور کو دیواروں کے برابر سمجھتے ہیں۔

اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مزارات کو تو کیا مزارات انبیاے کرام صلوت اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو بلکہ سید الانبیا علیہ الصلوت والتسلیمات کے مزار اقدس کو ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ اور جو وہابی اپنی وہابیت میں بہت سخت ہوتے ہیں اور تقریبًا ''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ وَعَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ'' کے مصداق ہوتے ہیں، آپ کے مزار اطیب کو معاذ اللہ صنم اکبر سے تعبیر کرتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اب اخیر میں تبر کاً چند آیتوں اور حدیثوں کا ذکر کر کے اسی قدر اکتفا کرتا ہوں، ان کا ذکر اس لیے کیا جائے گا کہ میں ان سے متبرک ہو جاؤں نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت شان ظاہر ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ'' (سورۂ فتح، پ:۲۶، ع:۹)

ترجمہ: اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔

نعمت خداوندی غیر متناہی ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی نعمتیں عطا فرمائیں۔ وہ اتمام نعمت اس طرح فرماتا ہے کہ ہر ایک کو اس کے ظرف کے اعتبار سے عطا فرماتا ہے۔ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چوں کہ رحمت عالمین ہیں۔ لہٰذا سب سے افضل ٹھہرے اسی سے آپ پر سب سے زیادہ اتمام نعمت ہوگا۔

فرماتا ہے: ''وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى'' (سورۂ والضحیٰ، پ:۳۰، ع:۱۸)

ترجمہ: اور بیشک پچھلی تمھارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

آخرت کی پہلی منزل قبر ہے۔ دنیا کی حالت سے وہاں آپ کی حالت بہتر ہوگی اور قیامت کے دن تو آپ کی عظمت شان کا بہت زیادہ ظہور ہوگا۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

سرکار کی قبر شریف کو بھی مٹی کا ڈھیر سمجھنا، یا بدبختی سے صنم اکبر کہنا جیسا کہ نجدیوں کے بارے میں مشہور ہے، کس قدر اندھے پن کی بات ہے۔ انبیاے کرام خصوصاً سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے متبعین آپ حضرات سے برکتیں حاصل کر کے کس مرتبہ پر پہنچتے ہیں؟ اس کا کچھ اندازہ ذیل کی حدیث بخاری سے ہو سکتا ہے، یہ حدیث قدسی ہے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله قال من عادلی وليّا فقد أذنتُه بالحرب وما تقرب الى عبدي بشيء احب الى مما افترضت عليه ولا يزال عبدي يتقرب الى بالنوافل حتیٰ أحببته فاذا أحببته فكنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشی بها و ان سألني لاعطينّه" (10)(الحديث)

ترجمہ: یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں نے بیشک اس سے اعلان جنگ کیا۔ میرے بندے نے مجھ سے کسی ایسی چیز کے ساتھ قرب نہیں حاصل کیا جو میرے لیے اس چیز سے محبوب تر ہو جسے میں نے اس پر فرض کیا۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے ہمیشہ قرب چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور مجھ سے اگر وہ سوال کرتا ہے تو میں ضرور اس کو دیتا ہوں۔ الخ

دیکھئے اللہ تعالیٰ کس قدر اپنے ولی کا مرتبہ بیان فرماتا ہے۔ ان سے دشمنی کرنے والا خدا سے لڑائی لینے والا ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

اور تقرب بالنوافل میں جو الفاظ کریمہ وارد ہوئے ہیں، ان کی تاویلات مختلف ہیں، جن کا ذکر خوف طوالت کے سبب سے ترک کیا جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ جسم و

جسمانیات سے بری ہے؟ لَيْسَ كَمِثْلِه شئ اس کی شان ہے۔ لیکن یہاں اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ بہت ہی قرب سے نوازتا ہے۔ جبھی تو ان کی آنکھیں ان کے کان اور ان کے ہاتھ پیر عام انسانوں کے اعضاء سے جدا شان رکھتے ہیں۔

کیا غضب ہے! جس ہاتھ کو اللہ تبارک و تعالیٰ: فكنت.... يده التي يبطش بها سے نوازے۔ اس ہاتھ کو بے اختیار کہا جائے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد سے کیسی کھلی ہوئی بغاوت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان تمام گمراہیوں سے بچائے۔

والله سبحانه و تعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه بحرمة حبيبك الأكرم صلي الله تعالى عليه و علي أله و صحبه و ابنه و حزبه و بارك و سلم۔

جوابِ سوالِ دوم کا جواب

سوال نمبر (۲): ''ایک مسلم جماعت کا عقیدہ ہے کہ بڑے پیر جناب محی الدین عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر گیارویں کرنا، امام جعفر صادق رحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر کُنڈ کا فاتحہ کرنا اور مردے کے نام سے چہلم کرنا جائز ہے''۔

اس کے جواب میں مفتی جی مرکزی دارالعلوم بنارس نے چیلنج کیا ہے کہ اس کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیں۔ اس کے بعد حسب عادت تفویت الایمان کے طریقے پر بت پرستی کی مذمت میں جو آیتیں ہیں، ان میں سے چند آیتیں نقل کر دی ہیں اور ایسا کرنے والوں کو بت پرستیوں کے برابر ٹھہرایا ہے۔ بت پرست بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

سرکار غوث اعظم حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں کرنے والا، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈے کا فاتحہ کرنے والا اور مردے کے نام سے چہلم کرنے والا، کوئی مسلمان انہیں نہ تو خدا سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کی پرستش کرتا ہے، یہ ان پر سراسر جھوٹا الزام اور افتراء ہے۔ ''هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ'' ان کے انہیں خدا سمجھنے کا ثبوت مفتی جی موصوف قیامت تک دے نہیں سکتے ''وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا'' پھر جب وہ شرک نہیں کرتے ہیں، انہیں زبردستی مشرک کہنا بلا وجہ کسی کو کافر کہنے کے برابر ہے اور بلاوجہ کسی کو کافر کہنے والے پر وہ کفر لوٹتا ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ الباری نے حدیث روایت کی ہے:

"عن أبي ذر رضي الله عنه أنه سمع النبي ﷺ يقول لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك۔(11)

بخاری۔

یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی تفسیق و تکفیر نہیں کرتا ہے مگر و تفسیق و تکفیر اسی پر لوٹتی ہے اگر وہ ویسا نہ ہو۔

امام بخاری ہی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال إذا قال الرجل لأخيه يا كافر فقد باء به أحدهما۔ (12)

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے اس میں ہے:

”أيما رجل قال لأخيه كافر فقد باء بها أحدهما“ (12) بخاری شریف

یعنی جب کوئی شخص اپنے مسلم بھائی کو ”یا کافر“ کہے دونوں میں سے کسی ایک پر تکفیر لوٹے گی اس لیے کہ اگر وہ کافر ہے تو اسی پر لوٹی اور اگر وہ کافر نہیں ہے اور اس نے بے جا کہا تو کہنے والے پر لوٹی۔

سمجھے مفتی جی جب ثابت نہ کر سکیں گے تو کیا حشر ہو گا؟ نجدی حکومت میں نجدیوں نے نماز میں اپنی طرف سے زبردستی آلۂ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کو گھسیڑ دیا، اس کا جواز قرآن و حدیث میں کہیں دکھا سکیں گے؟ آپ تو کیا آپ کی پوری جماعت مع نجدی مفتیوں کے نہیں دکھا سکتے: ”وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا“۔

اگرچہ شیخ نجدی کو بھی مدد کے لیے بلالیں اس کو یا تو نجدی عوام ان کے ملاؤں کے کہنے پر جائز مان رہے ہیں یا حرمین شریفین کے نجدی ائمہ خود ہی نجدی بادشاہ کے کہنے پر اسے جائز مان کر اس پر عملدرآمد کر رہے ہیں لہٰذا یہ سب بقول آپ کے نجدی بادشاہ کو خدا سمجھ کر مشرکین جاہلیت کے برابر ہوئے جتنے وہابیوں نے حج کرتے وقت نجدی امام کی اقتدا کی ان سب نے اور اگر آپ نے بھی حج کیا تو آپ نے بھی اس قول کی بنا پر جو مشرک تھا اس کو

مسلمان سمجھا بلکہ اسے اپنا امام بنایا۔

لہٰذا سب کے سب مشرک ہوئے اور سب پر وہی الزامات قریب قریب آجائیں گے جن کا ذکر سوال اول کے جواب الجواب میں گزرا، غور کیجئے!

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ''

جناب من آپ نے آیت: ''وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا'' تو نقل کر دی اور دھڑ سے حکم لگا دیا، یہ تو بتائیے ایسی بھی کوئی چیز ہے یا نہیں جس کا نہ صراحتاً حکم ہے نہ صراحتاً ممانعت؟ اگر ہے تو اس کا کیا حکم ہو گا؟ اگر اس تیسری قسم کا علم نہ ہو تو ہم سے عرض کیجئے ہم پڑھا دیں گے، کچھ خبر ہے کہ اصل شے میں اباحت یا حرمت؟ اس کی بھی خبر ہے کہ:

"من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء. (13)
(رواہ مسلم)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا، اس کو اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کے اجر کے برابر اجر بھی اس کو دیا جائے گا اس سے ان کے بعد میں عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی بھی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا اس کا بوجھ اس پر ہو گا اور اس کے بعد جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کے بوجھ کے برابر بوجھ بھی اس پر ہو گا، اس سے ان بعد میں عمل کرنے والوں کے بوجھ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

حضور تو یہ فرمائیں اور آپ دھڑلّے سے سب کو حرام، کفر اور شرک بنا دیں! الحذر الحذر الحذر علی ہذا القیاس، آپ کے مدرسہ مرکزی دارالعلوم میں حدیث پڑھا کر مقرر کر کے تنخواہ لینا کس آیت اور کس حدیث میں ہے؟

بزرگانِ دین کو بت کہنا اور ان کی تعظیم کو بُت پرستی بتانا یہ تو وہابیوں کی ہمیشہ کی عادت ہے۔ نجد میں ابن عبدالوہاب نجدی بانئ وہابیہ نے اس مذہب نا مہذب کی بنیاد ڈالی۔ ہندوستان میں جناب محمد اسماعیل صاحب دہلوی نے تقویت الایمان لکھ کر اس کا چربہ اُتارا۔ اس کی تقلید جامد تمام وہابی کر رہے ہیں اور مرکزی مفتی جی موصوف نے بھی کی ہے ان سوالوں کے جواب میں بھی اس حرکت مذبوحی سے کام لے کر ان آیات کریمہ وہ احادیث عظیمہ کو جو بت پرستیوں اور بت پرستی کی مذمت میں ہیں مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے اس جواب میں بھی اسی سے کام لیا ہے۔

حالانکہ بت پرست بتوں کی عبادت کرتے تھے، ان کو معبود جانتے تھے، ان بزرگان دین کی نہ کوئی مسلمان عبادت کرتا ہے، نہ ان کو معبود مانتا ہے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، لیکن مشرک گری کے نشے میں وہابی کو کچھ نہیں سوجھتا۔ سوال کے تینوں جز ایصال ثواب سے متعلق ہیں جس کی اصل حدیثوں اور بعض آیات کریمہ کی تفسیروں سے ظاہر ہے، یہ تمام امور یعنی حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارھویں کا فاتحہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈے کا فاتحہ اور چہلم وغیرہ ایصال ثواب کے لیے ہیں۔

اور گیارھویں شریف وغیرہ میں ہوتا کیا ہے؟ سورۂ فاتحہ شریف اور قرآن شریف کی بعض دوسری صورتیں اور بعض آیتیں پڑھ کر ان کے پڑھنے کا ثواب اور ماحضر یعنی شیرنی یا

پھل وغیرہ کے مسلمانوں کو کھلانے کا ثواب جس شخص کا فاتحہ ہوتا ہے اس کو پہنچایا جاتا ہے، اس سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے اور بزرگانِ دین کے لیے کرنے سے کرنے والے کو نفع پہنچتا ہے۔

نام نہاد سلفیوں کے امام ابن قیم نے کتاب الروح میں اسے تسلیم کیا ہے اس کتاب میں ہے:

(المسألة السادسة عشرة) (وهي هل تنفع أرواح الموتى بشيء من سعي الأحياء أم لا) (فالجواب) أنها تنتفع من سعي الأحياء بأمرين مجمع عليهما بين أهل السنة من الفقهاء وأهل الحديث والتفسير.(أحدهما) ماتسبب إليه الميت في حياته، (والثاني) دعاء المسلمين له واستغفارهم له والصدقة والحج.(14) (کتاب الروح مطبوع مصر)

یعنی سولھواں مسئلہ اور وہ یہ ہے کہ کیا میتوں کی روحیں زندوں کی سعی میں سے کسی شئ سے نفع پاتی ہیں یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ زندوں کی سعی میں سے ایسی دو چیزوں سے نفع پاتی ہیں جن پر اہل سنت نے کہ فقہا و اہل حدیث (حقیقۃً نہ کہ آج کے غیر مقلدین) و اہل تفسیر ہیں اجماع کیا ہے۔ ان میں سے اول وہ ہے جس کا میت اپنی حیات میں سبب بنا اور دوسری مسلمانوں کا اس کے لیے دعا کرنا اور ان کا اس کے لیے استغفار کرنا اور صدقہ اور حج ہے۔

البتہ عبادت بدنیہ مثل صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے ثواب کے دوسرے کو پہنچانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام احمد اور جمہور سلف اس کے پہنچنے کے قائل ہیں اور بعض حنفیہ بھی یہی کہتے ہیں لکھتے ہیں:

”واختلفوا في العبادة البدنية كالصوم والصلوٰة وقراءة القرآن والذكر،

فذهب الإمام أحمد وجمهور السلف إلى وصولها، وهو قول بعض أصحاب أبي حنيفة. نص على هذا الإمام أحمد في رواية محمد بن يحيى الكحال، قال قيل لأبي عبد الله الرجل يعمل الشيء من الخير من صلوٰت أو صدقة أو غير ذلك فيجعل نصفه لأبيه أو لأمه؟ قال أرجو اوقال الميت يصل إليه كل شيء من صدقة أو غيرهاوقال أيضا: اقرأ آية الكرسي ثلاث مرات وقل هو الله أحد، وقل: اللّٰهم إنَّ فضله لأهل المقابر"۔(15)

یعنی نماز روزہ، قرأت قرآن و ذکر ایسی عبادت بدنیہ میں ائمہ نے اختلاف کیا ہے تو امام احمد اور جمہور سلف کا مذہب یہ ہے کہ ان کا ثواب پہنچتا ہے اور امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے بعض کا قول ہے اس پر امام احمد نے نص فرمایا ہے جیسا کہ محمد بن یحیی الکحال کی روایت میں ہے۔ کہا امام احمد رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، آدمی نماز یا صدقہ یا اور کوئی کار خیر کرتا ہے۔ پھر اس کا نصف اپنے باپ یا ماں کے لیے کر دیتا ہے۔ فرمایا میں امید رکھتا ہوں یا فرمایا صدقہ وغیرہ ہر شئ میت کو پہنچتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ تین بار آیۃ الکرسی پڑھو اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور کہو اے اللہ اس کا ثواب اہل مقابر کے لیے ہے۔

ہاں اس بارے میں امام مالک رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول مشہور یہ ہے کہ یہ نہیں پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہاں عبادت بدنیہ مختلف فیہا ہے ورنہ صدقہ وغیرہ کے ثواب کے پہنچنے پر تو اجماع ہے۔ پھر اس سے بالکل انکار کرنا بعض بدعتیوں کا قول ہے لکھتے ہیں:

"و ذهب بعض اهل البدع من أهل الكلام أنه لا يصل إلى الميت شيء ألبتة لا دعاء ولا غيره"

دیکھا آپ نے فاتحہ و ایصال ثواب کے مطلقًا انکار کو بدعتیوں کا قول بتایا۔ اس کے بعد اسی پر دلیل قائم کرتے ہیں لکھتے ہیں:

"فالدليل على انتفاعه بما تسبَّب إليه في حياته ماروٰه مسلم في صحيحه

من حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له. فاستثناء هذه الثلاث من عمله يدل على أنها منه، فإنه هو الذي تسبب إليها۔(16)

یعنی پہلی صورت کی دلیل یہ ہے جس کو امام مسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب انسان مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں اول صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے بس اس کے عمل میں سے ان تین چیزوں کا استثناء اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیزیں اس میں سے ہیں اس لیے کہ وہ وہ ہے جو ان کا سبب بنا۔

پھر اسی قسم کی روایت ابن ماجہ سے بھی نقل کی ہے۔ نیز صحیح مسلم کی حدیث جریر ابن عبداللہ سے نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

”من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيئ، ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيئ، وهذا المعنى روي عن النبي ﷺ من عدة وجوه صحاح وحسان“۔

یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا پس اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اجر ان لوگوں کا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے اجر سے کچھ کمی ہو یعنی جو اس پر عمل کرنے والے ہیں ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی لیکن اتنا ہی اجر اس اچھے طریقے کے نکالنے والے کو ملے گا اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالے اس پر اس کا بوجھ (گناہ) ہوگا اور بوجھ (گناہ) ان لوگوں کا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے بوجھ (گناہ) میں کچھ کمی ہو۔ یعنی جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا مثلاً بزرگوں

کا فاتحہ یا اموات کے ارواح کے لیے ایصال ثواب، خواہ اس کا نام کچھ ہو۔ گیارہویں شریف ہو یا کونڈا یا چہلم ہو یا اور کچھ ہو، یا کوئی خاص نام نہ ہو، یا کوئی دوسرا اچھا طریقہ جاری کیا اس کا اس کو ثواب ملے گا۔

اس کے بعد اگر دس ہزار آدمیوں نے اس پر عمل کیا تو ان دس ہزار آدمیوں کے ثواب میں بغیر کوئی کمی کئے اتنا ہی ثواب اس جاری کرنے والے کو بھی دیا جائے گا اور جس نے کوئی برا طریقہ نکالا، مثلا قادیانیت یا وہابیت یا آج کل کی غیر مقلدیت جس کے قائل بلا تحقیق محقق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، حدیث کی رو سے خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، اس کی اس گمراہی کا عذاب تو اس پر ہوگا ہی اس کے علاوہ اگر دس لاکھ آدمی اس پر عمل کرکے گمراہ ہوئے تو ان دس لاکھ آدمیوں کے گناہوں میں بغیر کوئی کمی کئے اتنا ہی گناہ اس موجد گمراہی پر بھی لادا جائے گا۔

اس وقت جہل مرکب سے محقق ہونے کے دعوے کا مزہ آجائے گا اس کے بعد وہ لکھتے ہیں۔ ”اس معنی پر دلالت کرنے والی روایتیں بچند وجوہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آئی ہیں ان میں صحیح روایتیں (اصطلاح محدثین کے اعتبار سے صحیح روایتیں) بھی ہیں اور حسن بھی پھر روایتوں کو نقل بھی کیا“۔ انھیں خوف طوالت سے چھوڑ رہا ہوں اور دوسری قسم یعنی میت کے سبب بنے بغیر انتفاع کے بارے میں لکھتے ہیں:

”والدليل على انتفاعه بغير ما تسبّب فيه القرآن والسنة والإجماع وقواعد الشرع (أما القرآن) فقولُه تعالىٰ ﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾۔ فأثنى الله سبحانه عليهم باستغفارهم للمؤمنين قبلهم فدلّ على انتفاعهم باستغفار الأحياء“۔ (17)

یعنی اس کے سبب بنے بغیر نفع پانے پر قرآن، سنت، اجماع اور قواعد شرع دلیل

ہیں، قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے پہلے گزرے ہوئے مومن کے لیے ان کے مغفرت طلب کرنے کی وجہ سے ان کی تعریف فرمائی، یہ زندوں کے استغفار سے مردوں کو نفع پہنچنے پر دلیل ہے۔ پھر انہوں نے نماز جنازہ سے مردوں کو نفع پہنچنے پر اجماع ہونا نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

لکن قد دل علی انتفاع المیت بالدعاء إجماع الأمة علی الدعاء له في صلوٰة الجنازة۔

یہاں سنن کی ایک روایت نقل کی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا صلیتم علی المیت فأخلصوا له الدعاء

یعنی میت پر جب جنازے کی نماز پڑھ لو تو ان کے لیے اخلاص سے دعا مانگو اسی طرح صحیح مسلم سے ایک روایت نقل کی ہے، حضرت عوف ابن مالک فرماتے ہیں:

قال صلی رسول الله ﷺ علی جنازة فحفظت من دعائه وهو یقول: اللّهم اغفرله وارحمه وعافه .إلخ۔

حضرت عوف ابن مالک نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی، تو میں نے ان کی دعا حفظ کر لی وہ ارشاد فرماتے تھے، اے اللہ اس کی مغفرت کر اور اس پر رحم فرما اور اسے عافیت عطا فرما. الخ۔

صاحب کتاب الروح نے اسی روایت کو اختیار کیا۔ مشکوۃ شریف میں مذکور حدیث میں کچھ زائد الفاظ کریمہ ہیں، تو اس میں حضرت عوف رضی اللہ عنہ کی یہ دل کو ہلا دینے والی تمنا ہے:

"حتی تمنیت أن أکون أنا ذلك المیت" (18)۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ)

یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کو سن کر مجھے اس بات کی تمنا ہوئی کہ کاش یہ

میت میں ہوتا۔

مصنف کتاب الروح نے سنن میں سے حضرت وثلہ بن الاسقع کی ایک روایت نقل کی ہے اس میں بھی کچھ دعائیہ الفاظ کریمہ ہیں۔

اس کے بعد لکھا ہے:"حتی تمنیت أن أکون أنا ذلک المیت" (18)۔

یعنی احادیث کریمہ میں یہ بہت ہے بلکہ جنازے کی نماز سے یہی مقصود ہے، اور بعد دفن کی دعائیں ایسی ہی ہیں، اس کے بعد صحیح مسلم و سنن میں سے چند حدیثیں نقل کی ہیں جو دفن کے بعد دعاؤں پر مشتمل ہیں۔ خوف طوالت سے ان روایات کو ترک کرتا ہوں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"دعاء النبي للأموات فعلاً وتعليماً ودعاء الصحابة والتابعين والمسلمين عصراً بعد عصرٍ أكثر من أن يُذكر وأشهر من أن ينكر وقد جاء أن الله يرفع درجة العبد في الجنة فيقول أنى لى هذا فيقال: بدعاء ولدك لك۔(18)۔

یعنی دوسروں کے لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا جو دعا کرنے کی غرض سے بھی ہوتی تھی اور تعلیم کی غرضے سے بھی ہوتی تھی اور دعائے صحابہ و تابعین و مسلمانان عصرا بعد عصر اس قدر زیادہ ہے کہ اس کا ذکر نہیں کیا جاسکتا اور اس قدر مشہور ہے کہ ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ بات بھی آتی ہے کہ جنت میں بندہ کا درجہ بلند کیا جائے گا تو وہ کہے گا کیسے میرے لیے یہ درجہ بلند ہوا تو کہا جائے گا تیری بیٹے کی دعا سے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"واما وصول ثواب الصدقة (ففى الصحيحين) عن عائشة رضى الله تعالى عنها أن رجلاً أتى النبيﷺ فقال يا رسول الله إن أمى افتلتت نفسها ولم توص أظنها لو تكلمت تصدّقت أفلها أجر إن تصدّقت عنها قال نعم و(فى صحيح البخاري) عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما أن سعد بن عبادة توفّيت أمه وهو غائب عنها، فأتى النبيﷺ وقال يا رسول الله إن أمي توفّيت

وأنا غائب عنها فهل ينفعها أن تصدّقت عنها قال نعم قال فإني أشهدك أن حائطي المخراف صدقة عنها"۔

"(وفي صحيح مسلم) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رجلاً قال للنبي صلى الله عليه واله وسلم إن أبي مات وترك مالاً ولم يوصِ، فهل يكفي عنه أن أتصدّق عنه قال نعم (وفي السنن ومسند أحمد) عن سعد بن عبادة أنه قال: يا رسول الله إن أمَّ سعد ماتت، فأيّ الصدقة أفضل قال الماء. حفر بئراً وقال هذه لأم سعد (وعن) عبد الله بن عمرو: أن العاص بن وائل نذر في الجاهلية أن ينحر مائة بدنة، وأن هشام بن العاص نحر خمسة وخمسين، وأن عمراً سأل النبي صلى الله عليه واله وسلم عن ذلك فقال: أما أبوك فلو أقرّ بالتوحيد فصمتَ وتصدّقتَ عنه نفعه ذلك.(19)۔ رواه الإمام أحمد"۔

یعنی ثواب کے صدقے کے پہنچنے کے بابت صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا یا رسول اللہ میری ماں اچانک مر گئی اور اس نے وصیت نہیں کی میرا گمان ہے کہ اگر وہ بولنے کا موقع پاتی تو صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اجر ملے گا؟ فرمایا ہاں اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد ابن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔

وہ اس وقت موجود نہ تھے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میری عدم موجودگی میں میری ماں کا انتقال ہو گیا کیا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو ان کو نفع پہنچے گا؟ ارشاد فرمایا ہاں، انہوں نے عرض کیا۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں میرا خریف کا باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے عرض کیا، میرے باپ کا انتقال ہو گیا۔ اور انہوں نے مال چھوڑا اور کوئی وصیت نہیں کی، کیا ان کی طرف سے صدقہ کروں تو وہ ان کو کفایت کرے گا؟ ارشاد فرمایا ہاں، اور سنن و مسند امام احمد میں حضرت سعد ابن عبادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ کون صدقہ بہتر ہو گا؟ ارشاد فرمایا: پانی، انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعد کے لیے ہے۔

اور عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ عاص ابن وائل نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک سو (۱۰۰) اونٹ قربانی کریں گے اور ہشام ابن عاص نے پچپن (۵۵) اونٹوں کی قربانی کی۔ عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا تمھارا باپ اگر توحید کا اقرار کرتا پھر تم اس کی طرف سے روزہ رکھتے اور صدقہ کرتے، تو اس کو وہ نفع دیتا، اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

کتاب الروح میں اسی طرح حج اور روزے سے متعلق حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔ طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ان روایتوں کا مفتی جی موصوف مرکزی دارالعلوم بنارس اور ان کے متبعین غور سے نظر انصاف کے ساتھ مطالعہ کریں۔ مصنف کتاب الروح ابن قیم الجوزیہ کو نجدی لوگ امام لکھتے ہیں انھیں کی تصنیف کتابوں کتاب الروح سے صحاح سنن وغیرہا کی یہ روایتیں نقل کی گئی ہیں۔

جوابِ سوالِ سوم کا جواب

سوال نمبر (۳): ”ایک مسلم جماعت کے عقائد ہیں کہ مردہ کی روح کشی ایصال ثواب کا ذریعہ ہے۔ غیر محرم عورت کی بیعت نیک فال ہے۔ نیز میلاد النبی کی محفل میں آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر تعظیم کرنا جائز ہے“۔

مفتی جی موصوف نے اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اس سوال کے تین حصوں میں سے پہلے حصے کا جواب نہیں دیا انھوں نے سائل جناب محمد الیاس بن عمر صاحب سے اس کی وضاحت کے لیے گزارش کی لیکن سائل صاحب نے ان کی گزارش کو ٹھکرادیا۔ مفتی جی نے الیاس صاحب کی غلطی دکھائی انھیں ناسمجھ بتایا، اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے سے عاجز قرار دیا۔ شاید الیاس صاحب اس سے گرم ہو گئے لیکن دیکھا جائے تو مفتی جی کی غلطی بھی الیاس صاحب کی غلطی سے کم نہ نکلے گی، اگرچہ انھوں نے یہاں پر ہجے بھی شروع کر دیئے، بہر حال روح کشی کے معنی بتائے دیتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کر کے مردے کے لیے اس کا جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اسی کو بعض لوگ روح کشی کہتے ہیں۔ ثواب پہنچانے کی بحث جواب سوال دوم کے جواب میں گزر چکی ہے۔ اسے وہیں دیکھ لیا جائے، طبیعت خوش ہو جائے گی دل باغ باغ ہو جائے گا۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ غیر محرم عورت کی بیعت نیک فال ہے۔ اس حصہ میں سائل نے صرف اس کی بیعت کے متعلق سوال کیا ہے۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے کے بارے میں نہیں پوچھا ہے۔

لیکن مفتی جی موصوف حسب عادت طریقۂ وہابیہ کی تقلید کرتے ہوئے اپنی طرف سے ناجائز جز ملا کر خواہ مخواہ شرک مان کر برس رہے ہیں۔ غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑنا اور

اس کے ساتھ تخلیہ میں رہنا وغیرہ عورتوں کی بیعت کے لوازم میں سے نہیں ہے۔ بہت سے مشائخ غیر محرم عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر انھیں بغیر ہاتھ لگائے ان کی بیعت کرتے ہیں اگر کسی نے ایسی غلطی کی تو اس سے سارے بیعت لینے والے کیسے حرام کار ٹھہریں گے؟

مفتی جی آپ نے ارشاد باری تعالیٰ: ''وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی''کو کیسے نظر انداز کر دیا اور خلاف قرآن دھڑلے سے یہ حکم لگا دیا؟ اسے کہتے ہیں جہالت کا فتویٰ۔ اگر بعض کی معصیت شعاری کی وجہ سے سب پر حکم لگانا آپ کے طریقے پر جائز ہو تو جانتے ہیں کیا ہو گا۔ اگر بعض غیر مقلدین چوری کریں تو اس بنا پر سارے غیر مقلدین چور ٹھہریں گے، اور اگر بعض غیر مقلدین نے بدکاری کی یا کرائی تو سارے غیر مقلدین بدکاری کرنے والے یا کرانے والے ٹھہریں گے، کہیے یہ آپ کے نزدیک درست ہو گا یا نہیں؟ یہ اندھے کی طرح لاٹھی گھمانے کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس جہالت کے باوجود مفتی جی درمیان میں مجبوراً کچھ ان کہی کہہ گئے ہیں، صفحہ ۳۲/ پر لکھ گئے ہیں۔

''جس فرقہ کے عقیدے کا آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے اگر اس کا یہ عقیدہ بیعت بالقول ہے تو اس کی کسی قدر گنجائش تو نکل سکتی ہے''۔ انتہیٰ بلفظہ۔

کیوں جناب! جب بیعت بالقول قرآن کریم، تفاسیر اور احادیث سے ثابت ہو گئی تب کمی کیا رہ گئی جو آپ نے کسی قدر کی قید لگائی۔ ''مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری''

مفتی جی نے آگے لکھا ہے ''آپ کے سوال کا تیسرا حصہ کہ میلاد نبوی کی محفل میں آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر تعظیم کرنا جائز ہے۔ یہ بات بھی سراسر جہالت کی ہے اور قرآن کی آیت کے صریح خلاف ہے۔ قرآن مجید میں آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا: ''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ'' (پ:۲۳،ع:۱۷)

بے شک تمھیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

اس کی تفسیر میں صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

(اِنَّكَ مَيِّتٌ) اى ستموت (وَ اِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ) سيموتون و ذالك انهم كانوا يتربصون برسول الله صلى الله عليه وسلم موته فاخبر الله تعالٰى ان الموت يعمهم جميعا فلا معنى للتربص وشماتته الفاني بالفاني وقيل تعالٰى نبيه نفسه واليكم انفسكم والمعنى انك ميت وانهم ميتون و ان كنتم احياء فانكم في عداد الموتى۔(20)

یعنی تم عنقریب مرنے والے ہو اور ''اِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ'' یعنی وہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس لیے فرمائی ہے کہ وہ لوگ آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا انتظار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور بتایا کہ موت تو ہر شخص کے لیے عام ہے پس نہ تو انتظار کا کوئی معنی ہے اور نہ فنا ہونے والی ہستی کا فنا ہونے والی ہستی سے بدفالی اور بدشگونی لینے کا کوئی معنی ہے۔ اس آیت کا یہ بھی معنی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی جان کے مرجانے کی خبر دی اور تم کو بھی تمھارے نفسوں کے فنا ہونے کی خبر دی۔ ایک معنی یہ بھی ہے کہ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ اگرچہ تم اس وقت زندہ ہو پس تمھارا شمار مردوں میں ہی ہے''۔ انتہی بلفظہ۔

ملاحظہ فرمائیے! اس کے لکھنے کے بعد مفتی جی موصوف نے کس طرح رسول دشمنی والا اجتہاد کیا ہے، لکھتے ہیں ''اس آیت اور تفسیر سے صاف واضح ہے کہ جس طرح دنیا کے اور لوگوں پر موت واقع ہوگی اسی طرح آں حضور پر بھی موت واقع ہوگی''۔ انتہی بلفظہ۔

غور کیجیے یہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال فرمانے کی بھی خبر ہے اور کافروں کے مرنے کی بھی خبر ہے لیکن یہ کہاں ہے کہ جس طرح کافروں کی موت ہوگی، اسی طرح حضور کی بھی موت ہوگی؟ یہاں برابری کیسی؟ یہ وہابیت کی رسول دشمنی کی بنا پر ہے، اس

مذہب کی بنیاد ہی رسول دشمنی ہے اور یہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول کی عظمت بڑے بھائی کی سی ہے، باپ کی طرح بھی نہیں مانتے۔

جناب مفتی جی! حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تو بڑی شان ہے، ان کے بعد تمام انبیاے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی شان اوروں سے بلند و بالا ہے۔ ان کا کیا کہنا ہے، ان پر ایمان لانے والے اور ان کے ارشاد پر جان دینے والے کو مردہ کہنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ صاف ارشاد فرمایا: ''ولا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وّلكن لّا تَشْعُرُونَ'' (سورۂ بقرۃ، پ:۲، ع:۳)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ غور کیجئے بل احیاء سے ظاہر کر دیا کہ شہداء پر موت آنے کے بعد ان کو مردہ کہنا کس طور پر ممنوع ہے۔ کیا صرف احتراماً منع ہے۔ جیسے اندھے کو اندھا کہہ کر بلانا احترام کے خلاف مانا جاتا ہے۔ نہیں، نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ وہ زندہ ہیں، ہاں، تمہیں خبر نہیں۔

عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال لأصحابه انه لما اصيب اخوانكم يوم احد جعل الله ارواحهم في جوف طير خضر ترد أنهارالجنة تأكل من أثمارها و تأوى الٰى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش فلما وجدوا طيب ما كلهم و مشربهم و مقيلهم قالوا من يبلغ اخواننا عنا اننا احياء في الجنة لئلا يزهدوا في الجنة ولا ينكلوا عند الحرب فقال الله تعالٰى انا ابلغهم عنكم فانزل الله تعالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحياءٌ الٰى آخر الآية رواه ابوداؤد۔(21)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ جب احد کی لڑائی میں تمھارے بھائی شہید ہوئے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز چڑیوں کے اندر رکھ دیا وہ جنت کی نہروں پر جاتی ہیں، اس کے پھل کھاتی ہیں اور عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں، جب انھوں نے عمدہ کھانا، عمدہ پینا اور عمدہ آرام پایا، کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو خبر پہنچاے کہ ہم لوگ جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت کے معاملہ میں بے رغبتی نہ کریں، جہاد میں سستی نہ کریں، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تمھاری جانب سے ان کو خبر پہنچاؤں گا اسی سے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتٰهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (سورۂ آل عمران، پارہ:۴، ع:۸)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

حیات شہداء کے بارے میں آیات کریمہ کے علاوہ احادیث کثیرہ بھی وارد ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب مرکزی مفتی جی شہداء کے لیے موت مانتے ہیں یا نہیں اگر نہیں مانتے تو "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کا انکار لازم آئے گا اور سمجھ لیں کہ اس صورت میں کہاں ٹھکانہ ہوگا، اور اگر موت مانتے ہیں تو یہ مفتی جی کے وضع کردہ قاعدہ کہ "مرنے کے بعد دوسری زندگی قیامت ہی کو ملے گی" کے خلاف ہوگا۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس حالت میں بھی شہداء کو زندہ فرمارہا ہے اور انھیں مردہ کہنے

سے منع فرما رہا ہے۔ لہٰذا اس قول سے انکار لازم آئے گا۔ جناب مفتی جی، اسے خوب سمجھ لیجئے کہ اس صورت میں اگر آپ بغیر توبہ مریں گے تو کہاں ٹھکانا ہوگا؟

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ۔ (سورۂ بقرہ، پارہ:۱، ع:۱۰)

ترجمہ: تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔

قرآن کریم کے ایسے معنی سمجھے کہ دوسری آیتوں کا انکار لازم آیا۔ یہ ہے رسول دشمنی کا نتیجہ اور یہی رسول دشمنی وہابیت اور غیر مقلدیت کا خاصہ ہے۔ جن کے صدقے میں قرآن کریم ملا انھیں (معاذ اللہ) اپنے جیسا مردہ سمجھو گے اور قرآن شریف بھی سمجھ لو گے؟ علیٰ ہذا القیاس، حدیث شریف سے بھی تمھاری سمجھ میں خاک آئے گا کہ تم صاحب حدیث سے دشمنی کرتے ہو۔ اہل حدیث وسلفی نام ہزار رکھا کرو تو کیا ہوتا ہے؟ برعکس نام نہند زنگی کافور۔

جب شہداء کے لیے بعد طریان موت آیت کریمہ اور احادیث مشہورہ بلکہ احادیث متواترہ معنیً سے حیات ثابت ہے۔ تو صدیقین جو ان سے افضل ہیں وہ تمھارے جیسے مردہ کیسے ہو جائیں گے؟ جب وہ نہ ہوں گے، تو انبیاے کرام کیسے ہو جائیں گے؟ پھر جب وہ نہیں ہو سکتے تو حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے ہو جائیں گے؟ غضب ہے کہ سید الانبیا کو اور مردوں کے برابر کر دیا اور کفار مکہ کی موت کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال فرمانے کے برابر کر دیا! لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کچھ خبر ہے، ان کی برابری تو کیا ہوگی، کافر کی موت اور عام مومنین کی موت بھی برابر نہیں ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا حضر المؤمن أتت ملٰئكة الرحمة بحريرة بيضاء فيقولون اخرجي راضية مرضياً عنك الى روح الله وريحان و رب غير غضبان فتخرج كاطيب ريح المسك حتى انه ليناوله

بعضهم بعضا حتى ياتوا به ابواب السماء فيقولون ما اطيب هذه الريح التي جاءتكم من الارض فيأتون به ارواح المومنين فلهم اشد فرحا به من احدكم بغائبه يقدم عليه فيسئلونه ماذا فعل فلان ماذا فعل فلان فيقولون دعوه فانه كان في غم الدنيا فيقول مات اما اتاكم فيقولون قد ذهب به إلى امه الهاوية وان الكافر اذا احتضر أتته ملائكة العذاب بمسح فيقولون اخرجي مساخطة مسخوطاً عليك الى عذاب الله عز وجل فتخرج كانتن ريح جيفة حتى ياتون به الى باب الارض فيقولون ما انتن هذه الريح حتى ياتون به ارواح الكفار۔ رواه احمد والنسائی۔(22)

یعنی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مومن کی موت کا وقت آجاتا ہے یہ رحمت کے فرشتے سفید ریشم کا ایک کپڑا لے کر آتے ہیں اور فرماتے ہیں تو خدا سے راضی رہنے والی ہے اور خدا تجھ سے راضی ہے، اللہ کی دی ہوئی راحت اور رزق روحانی کی طرف اور اس رب کی طرف جو ناراض نہیں ہے نکل آ۔ تب وہ اس طرح نکل آتی ہے جیسے مشک کی اعلیٰ درجہ کی خوشبو، یہاں تک کہ اس کو وہ لوگ ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں اس طرح آسمان کے دروازوں تک لے جاتے ہیں۔ یہ فرشتے کہتے ہیں۔

یہ خوشبو جو تمھارے پاس زمین سے آئی ہے کیا ہی اچھی ہے پھر وہ لوگ اسے مومنین کی روحوں کے پاس لے جاتے ہیں، تم میں کا کوئی غائب جب سفر سے تم میں سے کسی کے پاس واپس آجائے تو اس کو جتنی خوشی ہوتی ہے اس کی بہ نسبت ان ارواح مومنین کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ روحیں اس سے پوچھتی ہیں، فلاں کا کیا حال ہے، فلاں کا کیا حال۔ وہ لوگ کہتے ہیں اسے چھوڑو غم دنیا میں تھا وہ روح کہتی ہے: جس کا حال تم پوچھتے ہو وہ مر چکا، کیا تم لوگوں کے پاس نہ آیا، وہ لوگ بتاتے ہیں اسے اس کی ماں (اس کے

ٹھکانے) دوزخ کی آگ کے پاس لے جایا گیا اور بے شک جب کافر کی موت کا وقت آجاتا ہے اس کے پاس عذاب کے فرشتے ایک سخت ٹاٹ لے کر آتے ہیں، کہتے ہیں تو خدا سے ناراض رہنے والی ہے اور خدا تجھ سے ناراض ہے۔ اللہ کے عذاب کی طرف نکل آ، تب وہ اس طرح نکل آتی ہے جیسے مردار کی بہت سی شدید بدبو۔ یہاں تک کہ اس کو آسمان دنیا کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں یعنی آسمان سے لوٹا کر زمین کی طرف لے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ بدبو کتنی شدید ہے۔ اس طرح اسے ارواح کفار تک پہنچا دیتے ہیں اس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

دیکھئے، مفتی جی موت تو مومن اور کافر دونوں کو آئی مگر کیا دونوں کو یکساں آئی؟ کہاں بہت خوشبودار مشک اور کہاں نہایت بدبودار مردار، پھر اگر آپ کو دونوں کی موت یکساں معلوم ہو تو آپ کو بدبودار مردار والی موت مبارک ہو، اور مومن کو تو نہایت خوشبودار مشک والی موت مبارک ہے ہی۔ عام مومنین اور کفار میں تو اتنا فرق ہے۔ پھر شہداء ان عام مومنین سے بلند ہیں۔ صدیقین ان شہداء سے بلند ہیں۔ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ان صدیقین سے بلند ہیں۔ سید المرسلین علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات دوسرے انبیاے کرام سے بلند تر ہیں۔ آپ کے نزدیک سب کی موت برابر ہوگئی اس اندھے پن کی کوئی حد ہے؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ ہے رسول دشمنی کا نتیجہ۔

مفتی جی موصوف لکھتے ہیں کہ ”اگر یہ کہا جائے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح آتی ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ قرآن میں ہے:

”یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ (۲۷) ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (۲۸) فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ (۲۹) وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (۳۰) “ (سورۂ فجر، پارہ:۳۰)

اور جو اللہ کے فرماں بردار تھے ان کو ارشاد ہو گا۔ اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ''۔

آیت کریمہ کے ترجمے میں مفتی جی نے لکھا ہے ''پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ''۔ انتہی بلفظہ۔

اس میں کہاں ہے کہ باہر جانے کا اختیار نہیں ہے۔ محبوس تو ارواح کفار ہوتی ہیں جو سجین میں رہتی ہیں۔ کتاب الروح میں ہے:

عن ضمرة بن حبيب قال سئل النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن ارواح المؤمنين فقال فى طير خضر تسرح في الجنة حيث شاءت قالوا يا رسول الله ارواح الكفار قال محبوسة في سجين، رواه ابوشيخ عن هشام بن يونس عن عبد الله ابن صالح ورواه ابو المغيرة عن ابى بكر بن ابي مريم عن ضمرة بن حبيب۔

یعنی ضمرہ بن حبیب فرماتے ہیں ارواح مومنین کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو حضور نے ارشاد فرمایا وہ سبز چڑیوں میں رہتی ہیں جنت میں جہاں چاہتی ہیں گھومتی ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ارواح کفار۔ ارشاد فرمایا سجین میں مقید رہتی ہیں، اس کو ابوالشیخ نے ہشام بن یونس سے روایت کیا وہ اسے عبداللہ بن صالح سے روایت کرتے ہیں اور ابو مغیرہ نے اسے ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کیا وہ اسے مغیرہ بن حبیب سے یہ روایت کرتے ہیں۔

جناب مفتی جی سجین میں کفار محبوس ہوتے ہیں، مومنین جنت میں محبوس نہیں ہوتے بلکہ آزاد رہتے ہیں۔ کتاب الروح میں ہے۔

وقال سعيد بن المسيب التقى عبد الله بن سلام سلمان الفارسی فقال احدهما للآخر ان مت قبلی فالقني فاخبرنی ما لقيت من ربك وان انا مت قبلك لقيتك فاخبرتك فقال الاخر وهل تلتقى الأموات والاحياء؟ قال نعم ارواحهم في الجنة تذهب حيث تشاء قال فمات فلان فلقيه في المنام فقال توكل و ابشر فلم أر مثل التوكل قط وقال عباس بن عبد المطلب كنت اشتهی ان أری عمر في المنام فما رأيته الا عند قرب الحول فرأيته يمسح العرق عن جبينه وهو يقول هذا اوان فراغی۔(23)

یعنی سعید ابن مسیب نے فرمایا عبداللہ ابن سلام نے سلمان فارسی سے ملاقات کی۔ ایک نے دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے مرجائیں تو مجھ سے ملیں اور آپ کا اپنے رب سے جو معاملہ ہوا اس کی مجھے خبر دیں۔ اور اگر میں آپ سے پہلے مرجاؤں تو میں آپ سے ملوں گا اور آپ کو خبر دوں گا، اس پر دوسرے نے کہا کیا مردہ لوگ اور زندہ لوگ ملتے ہیں ؟فرمایا ہاں ان کی ارواح جنت میں رہتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

اس کے بعد فلاں نے وفات فرمائی پھر خواب میں ان سے ملے اور فرمایا کہ توکل کرو اور خوش رہو۔ میں نے توکل کی طرح کوئی چیز نہ دیکھی اور سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: میری یہ خواہش تھی کہ میں سیدنا عمر کو خواب میں دیکھوں تو میں نے ان کو نہ دیکھا مگر سال بھر گزرنے کے قریب۔ اس وقت میں نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں یہ میری فراغت کا وقت ہے۔

دیکھئے حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، میں سے ایک نے دوسرے سے فرمایا کہ اگر آپکا مجھ سے پہلے انتقال ہوجائے تو آپ مجھ سے ملنا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کے معتقد تھے کہ ارواح مومنین جنت میں مقید نہیں رہتیں،

بلکہ دنیا میں جہاں چاہیں آسکتی ہیں اور جس سے جہاں چاہیں مل سکتی ہیں، جبھی تو فرمارہے تھے کہ مجھ سے ملنا، اور جب دوسرے نے سوال کیا کہ کیا مردہ لوگ اور زندہ لوگ ملتے ہیں ؟ فرمایا ہاں، اور یہ بھی فرمایا کہ ان کی ارواح جنت میں رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

جناب مفتی جی ! آپ قرآن کریم زیادہ سمجھتے ہیں، یا صحابہ کرام ؟ (رضی اللہ عنہم) سنئے سیدنا عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے۔ فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم سے خواب میں ملنے کی بڑی خواہش تھی، جب ان کا یہ عقیدہ ہوتا کہ مومنوں کی روحیں جنت میں محبوس ہیں وہ دنیا میں آنے کی نہیں تو یہ خواہش کیوں کرتے پھر یہ ان کی محض خواہش ہی رہ نہ گئی بلکہ تقریبا سال بھر گزرنے کے بعد خواب میں ملاقات ہوئی، دیکھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ پوچھتے ہوئے فرمایا یہ میری فراغت کا وقت ہے۔ گویا آپ نے تاخیر کی وجہ بیان فرمادی اور یہ بھی بتادیا کہ فراغت کے بعد پسینہ بھی خشک نہیں ہوا تھا کہ میں آگیا۔ مفتی جی اپنے اس نادر شاہی حکم کو بھی دیکھ لیجئے ”معلوم ہوا کہ انتقال کے بعد صالح اور نیک بندوں کی روحیں جوار رحمت خداوندی میں ہوتی ہیں، پھر دنیا میں یا دنیا کی کسی محفل میں آنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے“ انتہی بلفظہ۔

دیکھا آپ نے جو معنی جناب نے سمجھے ہیں اور بیان کئے ہیں وہ حدیثوں اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقیدہ کے خلاف ہیں۔ اب اس حدیث شریف کو یاد کیجئے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

”تفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملة كلهم في النار الا ملة واحدة قالوا من هي يا رسول الله قال ما انا عليه و اصحابی۔ رواه الترمذی وفی رواية احمد وابي داؤد عن معاوية ثنتان وسبعون في النار وواحدة في الجنة الى آخره۔

مشکوۃ یعنی میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ سوائے ایک فرقہ کے سبھی فرقے جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا حضور وہ کون فرقہ ہے؟ فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

معلوم ہوا کہ ان آیات کا جو مفہوم مفتی جی موصوف نے سمجھا ہے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی تصریحات کے خلاف ہے، لہٰذا مفتی جی موصوف کو ان میں داخل ہونا چاہئے جن کے متعلق یضل بہ کثیرا نازل ہے اور یہ قول کہ ارواح مومنین جنت سے متعلق ہونے کے باموجود جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں، احادیث کریمہ اور اقوال صحابہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس کے قائل ان میں داخل ہیں جن کے متعلق ''ویھدی بہ کثیرا'' نازل ہے۔ جب مومن کی روحیں آنے جانے کا اختیار رکھتی ہیں تو ان اولیا کا کیا کہنا جن کے لیے حدیث قدسی میں ارشاد ہوا:

''فکنت۔۔۔ یدہ التی یبطش بھا''

اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جن کے کچھ واقعات اوپر گزرے اولیاء اللہ سے بلند مرتبہ پر فائز ہیں ان کے اختیار کا کیا حال ہو گا۔ پھر ان سے بڑھ کر انبیاے کرام علیہم السلام ہیں ان کے اختیار کا کیا عالم ہو گا اور سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلات والتسلیمات دوسرے انبیاے کرام سے افضل ہیں۔ ان کا اختیار کیا اختیار ہو گا۔

میلاد شریف میں ان کی تشریف آوری کے متعلق مفتی صاحب نے قاعدہ کلیہ بیان کر دیا کہ ''دنیا میں یا دنیا کی کسی محفل میں آنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے''۔ انتہی بلفظہ۔ دوسرے کے لیے کیا مانیں گے، اسی لیے تو مفتی جی صاف لکھتے ہیں: ''پس یہ عقیدہ کہ آں حضور کی روح محفل میلاد میں آتی ہے۔ غلط اور باطل ہے''۔ انتہی بلفظہ۔

دیکھا آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق کیسا نادر شاہی حکم مفتی جی نے لگایا ہے۔ مفتی جی اگر آپ یہ کہیں کہ تمام غیر مقلدین سجین میں محبوس رہیں گے تو ہم اعتراض نہ کریں گے لیکن آپ مومنین کے لیے کہیں کہ وہ محبوس ہوتے ہیں تو ہم ہرگز ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ حدیثوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مسلک کے خلاف ہے جیسا کہ اوپر گزرا، خوف طوالت سے مزید روایتیں چھوڑ دی گئیں صرف ایک واقعہ اختصار کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے، جس میں حضرت ثابت بن قیس نے بعد شہادت ایک شخص کو خواب میں وصیت فرمائی اور اس وصیت پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل فرمایا، اس خواب کی وصیت کے جاری کرنے میں حضرت خالد و حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اتفاق فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان کا ساتھ دیا۔ (کتاب الروح)

فلما كان يوم اليمامة خرج مع خالد بن الوليد الى مسيلمة فلما التقوا وانكشفوا قال ثابت و سالم مولى ابي حذيفة ما هكذا كنا نقاتل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم حفر كل واحد له حفرة فثبتا وقاتلا حتىٰ قتلا وعلى ثابت يومئذ درع له نفيسة فمر به رجل من المسلمين فاخذها فبينما رجل من المسلمين نائم اذ أتاه ثابت في منامه فقال له اوصيك بوصية فاياك ان تقول هذا حلم فتضيعه انى لما قتلت مربى رجل من المسلمين فاخذ درعي ومنزله في اقصىٰ الناس وعند خبائه فرس يستن في طوله وقد كفأ على الدرع برمة وفوق البرمة رجل فأت خالدا فمره ان يبعث الىٰ درعي فياخذها واذا قدمت المدينة على خليفة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعنى ابا بكر الصديق فقل له ان علىّ من الدين كذا وكذا وفلان من رقيقي عتيق وفلان فأتى الرجل خالدا فاخبره فبعث الى الدرع فاتى بها و حدث ابا بكر برؤياه فاجاز وصية قال ولا نعلم احدا اجيزت وصيته بعد موته غير ثابت بن قيس

رحمه الله۔ انتهى ما ذكره ابو عمر وفقد اتفق خالد وابو بكر الصديق والصحابة معه على العمل بهذه الرؤيا وتنفيذ الوصية بها وانتزاع الدرع ممن هي في يده بها وهذا محض الفقه۔(24)

یعنی جب جنگ یمامہ کا موقع آیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آمنا سامنا ہوا، حضرت ثابت اور سالم نے فرمایا ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ایسی لڑائی نہیں کرتے تھے پھر ہر ایک نے اپنے لیے ایک گڑھا کھودا پھر جم گئے اور لڑے یہاں تک کہ دونوں شہید ہو گئے۔ حضرت ثابت کے بدن پر اس دن ایک نفیس زرہ تھی، ایک مسلمان ادھر سے گزرا وہ اسے لیتا گیا، اسی درمیان میں جبکہ مسلمانوں میں ایک شخص سو رہا تھا حضرت ثابت خواب میں اس کے پاس تشریف لائے اور اس سے فرمایا میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں، خبردار اس کو خواب پریشان سمجھ کر ضائع نہ کر دینا وہ یہ ہے کہ کل جس وقت میں شہید کر دیا گیا، مسلمانوں میں سے ایک شخص ادھر سے گزرا اور میری زرہ لیتا گیا۔

اس کا گھر کنارے پر ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا ہے جو اس کی لمبائی میں دوڑتا ہے اس نے زرہ پر ایک پتھر کی ہانڈی ڈھک دی ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان سے کہہ دے کہ ایک آدمی بھیج کر میری زرہ منگا لیں۔ اور جب تو مدینہ منورہ جا کر خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو اس وقت ان سے کہنا مجھ پر اتنا اتنا دین ہے، میرے غلاموں میں سے فلاں فلاں آزاد ہیں۔ وہ شخص خالد بن ولید کے پاس حاضر ہوا اور خبر دی، حضرت خالد نے زرہ لانے کے لیے ایک آدمی بھیجا، وہ اسے لایا اس نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خواب کا واقعہ بیان کیا، انھوں نے اس کی وصیت کو جائز رکھا کہا ہمیں معلوم نہیں کہ ثابت

بن قیس کے سوا اور کسی کی مرنے کے بعد کی ہوئی وصیت قائم رکھی گئی ہو۔

بے شک اس وصیت کے برقرار رکھنے میں اس کے جاری کرنے میں اور جس کے پاس زرہ تھی اس سے زرہ نکالنے میں حضرت خالد بن ولید حضرت ابوبکر صدیق اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب متفق ہوئے اور یہ خالص فقہ ہے۔ نہ ہوئے وہاں مرکزی مفتی جی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قرآن کریم کی آیتوں کا مطلب سناتے اور نتیجہ بتاتے کہ ”معلوم ہوا کہ انتقال کے بعد صالح اور نیک بندوں کی روحیں جوار رحمت خداوندی میں ہوتی ہیں پھر دنیا میں یا دنیا کی کسی محفل میں آنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے“۔ انتہی بلفظہ۔

مفتی جی ذرا آنکھ کھولئے اور دیکھئے، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ کی شہادت اور جنت میں داخل ہونے کی پیشین گوئی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ آپ کے یہاں تو جنتی محبوس ہو جاتا ہے، یہاں حضرت ثابت بعد شہادت کیسے تشریف لائے؟ جناب حضرت ثابت تشریف بھی لائے اور یہ بھی فرمایا کہ اسے خواب پریشان سمجھ کر ضائع مت کر دینا۔ آپ نے فرمایا میری شہادت کے بعد ایک شخص میری زرہ لے گیا آپ نے اس شخص کو بتایا اس کے مکان کا پتہ بھی بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اس نے میری زرہ اس طرح چھپا کر رکھا کہ زرہ کے اوپر پتھر کی ہانڈی رکھی اور اس کے اوپر کجاوا یعنی آپ وہیں سے سب دیکھ رہے تھے۔ آپ خواب دیکھنے والے کے پاس تشریف لائے اور صحیح صحیح پتہ بتا دیا۔

یہ تمام واقعات وہابیت کی قرآن دانی کو ناس لگاتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیادہ قرآن کریم سمجھتے تھے یا آجکل کے وہابی ملا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو صحابۂ کرام میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ان تمام باتوں کو ثابت و جائز و قائم رکھا، پھر ان سے

اور تمام صحابہ سے علم و فضل و کمال میں مجموعی حیثیت سے افضل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں ثابت رکھا اگر خدانخواستہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیت کا وہی مطلب سمجھتے جو آجکل کا وہابی سمجھتا ہے تو خواب بیان کرنے والے کو یہ کہہ کر بھگا دیتے کہ بھاگ، حضرت ثابت تو جنت میں محبوس ہیں، تیرے پاس کیسے آئیں گے اور اتنا پتہ کیسے بتائیں گے، لیکن ان کا عقیدہ وہ تھا جو آج بھی صحیح العقیدہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

کچھ پاک روحوں کو ان کے بلند مقام پر قیام کے باوجود بہت سی باتوں کی خبر ہوتی ہے وہ تشریف بھی لا سکتے ہیں اور صحیح صحیح باتوں سے خبردار بھی کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا مسلمان کا یہ عقیدہ ماانا علیہ واصحابی کا مصداق ہے اور اس کا قائل مسلمان ناجی ہے۔ اس کو غلط اور باطل بتانے والا خود غلطی اور بطلان میں مبتلا ہے۔ اس قسم کی روایتیں بہت ہیں، تفصیل دیکھنا ہو تو کم از کم نجدیوں اور نام نہاد سلفیوں کے مسلّم مقتدا اور امام شمس الدین ابو عبداللہ ابن قیم کی تصنیف کتاب الروح دیکھیں۔

مفتی جی اپنے جسم و روح پر شہداء اور اولیاء اللہ کے اجسام طاہرہ اور ارواح زکیہ کو قیاس کرتے ہیں: ”المرء يقيس على نفسه“ مگر اتنے پر بھی بس نہیں کرتے۔ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بلکہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی لا کر معاذ اللہ اپنی ہی صف میں کھڑا کرتے ہیں۔ اس سے بھی ان کا دل نہیں بھرتا ہے۔ دعویٰ اسلام کے باوجود سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کو معاذ اللہ کافروں کی موت کی طرح بتاتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مفتی جی اب اخیر میں کتاب الروح کی اور ایک عبارت ملاحظہ کر لیجیے، جس میں آپ لوگوں کے مغلطہ کا اظہار کیا گیا ہے، وہ یہ ہے۔

وانما يغلط اكثر الناس في هذا الموضع حيث يعتقد ان الروح من جنس ما يعهد من الأجسام التي اذا شغلت مكانا لم يمكن أن تكون في غيره وهذا غلط محض۔(25)۔

لیکن شرم وحیا وانصاف ہو تو کام آنے کی امید ہے ورنہ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن کا معاملہ ہے۔

حیاء و شرم ندامت اگر کہیں بکتی
تو ہم بھی لیتے کسی اور مہرباں کے لیے



جوابِ سوالِ چہارم کا جواب

سوال نمبر (۴): ”ایک مسلم جماعت یہ عقائد رکھتی ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے تعزیہ نکال کر سوگ منانا۔ راتوں کو ثواب کی حیثیت سے ان کی یاد میں گریہ وزاری کرنا۔ مرثیہ پڑھنا۔ پندرھویں شعبان کی رات میں قبروں پر چراغاں کرنا جائز ہے“۔

اس سوال کا پہلا حصہ دسویں محرم کو تعزیہ نکال کر سوگ منانے کے متعلق ہے یہ فعل تو درحقیقت رافضی (شیعہ) کرتے ہیں ہاں کہیں کہیں ان کی صحبت میں رہ کر جاہل سنی بھی اس میں شریک ہوجاتے ہیں یہ یقیناً ان کی غلطی ہے۔ رہی آج کل کی تعزیہ داری، جس میں جاندار تصویریں ہوتی ہیں اور جس میں اس کے علاوہ بہت سے دوسرے خرافات ہوتے ہیں اسے کوئی سنی صحیح العقیدہ عالم جائز نہیں کہتا ہے، لیکن اگر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے روضۂ پاک کا صحیح نقشہ بنا کر رکھا جائے تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسا اور مقامات مقدسہ کا نقشہ بنا کر رکھنا ہے اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور ”من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد“ سے استدلال کرتے ہوئے علی الاطلاق یہ کہنا کہ جس کا شریعت مطہرہ میں واضح بیان نہ ہو وہ سب کلیۃً مردود ہے، وہابیوں کا پرانا طریقہ ہے، اس سے یہ مراد لینا: "من سن في الإسلام سنة حسنة" الحدیث وغیرہ دوسری حدیثوں کے خلاف ہے۔

اس کا مختصر بیان پہلے ہو چکا ہے۔ سوال کا دوسرا جز راتوں کو ثواب کی حیثیت سے ان کی یاد میں گریہ وزاری کرنے اور مرثیہ پڑھنے سے متعلق ہے۔ اگر ماتم کی خاص مجلس کر کے اس میں چلّا چلّا کر اور احوال میں مبالغہ کر کے مرثیہ پڑھنا مراد ہے تو اس کے ممنوع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے، لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعے کو

نہایت ہی عبرتناک اور سبق آموز سمجھ کر بیان کی مجلس کرنا اس واقعہ کو یاد کرنا اور اس کی یاد دلانا خصوصًا ہندستان میں اور آج کل کے دور میں بہت اہم ہے اگر اس کے سننے سے آنکھوں سے آنسو گریں تو یہ کیوں ناجائز ہوگا؟ چلّا چلّا کر سر دھنتے ہوئے کپڑا پھاڑتے ہوئے رونا ممنوع ہے جیسا کہ مفتی جی موصوف نے خود جواب میں ایک حدیث نقل کر کے لکھا ہے لیکن اگر بیان واقعۂ شہادت کی مجلس کے کرنے میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے اس پیغام کا پہنچانا مقصود ہو کہ ہزار مصیبتیں ہوں خواہ جان جانے کی نوبت ہو خواہ بچوں کے مارے جانے کا خوف ہو، مسلمان سب جھیل جائے مگر حق پر قائم رہے، ذرا بھی متزلزل نہ ہو جس کی ادنیٰ مثال حضرت امام عالی مقام کی شہادت کا واقعہ ہے تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ یہ بالخصوص اس ملک میں اور اس وقت میں بہت ہی اہم ہے ورنہ اگر جرأت دینی نہ رہی تو قتل و غارت گری و خانہ سوزی وغیرہ واقعات ایسے ہیں کہ کمزور ایمان والے کفر و شرک کر بیٹھیں گے بلکہ کچھ لوگوں کے ایسا کرنے کی خبر ملی ہے۔

سنا گیا ہے کہ کٹک میں ایک غیر مقلد رئیس نے کٹک کی چودھری بازار کی دیوی کے لیے چاندی کا میڑھ بنا کر دیا ہے۔ مگر یہ سننے میں کہیں آیا ہے کہ کسی غیر مقلد مولوی نے اس پر شرک کا فتویٰ دیا ہو یا اس کو مشرک کہا ہو۔ مفتی جی موصوف نے ایک حدیث نقل کر کے اس کا ترجمہ لکھا ہے: ”آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس آدمی سے بری ہوں جس نے مصیبت میں اپنے بالوں کو منڈوایا یا زور زور سے گریہ و زاری کی اور مصیبت میں اپنے کپڑے پھاڑے“۔ انتہیٰ بلفظہ۔

اس سے مصیبت میں بال منڈوا کر کپڑے پھاڑتے ہوئے زور زور سے گریہ وزاری کرنے کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے، نہ کہ بغیر آواز کے آنسو بہانا۔ بلا آواز آنسو بہانا تو سرکار

سے ثابت ہے۔ خود امام عالی مقام کے قتل کا واقعہ سن کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو نکل آئے تھے اسی طرح اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو نکل آئے تھے، مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن انس قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علی ابی سیف القین وکان ظئراً لابراھیم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ابراھیم فقبلہ وشمہ ثم دخلنا علیہ بعد ذالك وابراھیم یجود بنفسه فجعلت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تذرفان فقال له عبد الرحمٰن بن عوف وانت یا رسول اللہ فقال یا ابن عوف انھا رحمة ثم اتبعھا باخریٰ فقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الاما یرضٰی ربنا وانا بفراقك یا ابراھیم لمحزونون ۔ متفق علیه۔ (26)

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس آئے وہ سرکار کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی دایہ کے شوہر تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو چومنے اور سونگھنے لگے پھر کچھ دن کے بعد ہم لوگ ان کے پاس آئے اس وقت خود حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جان کنی کے حال میں تھے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں اشکبار ہوگئیں اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یارسول اللہ آپ گریہ فرماتے ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن عوف یہ اثر رحمت ہے (یعنی یہ مقبوض پر اس کا حال دیکھ کر جہت جزع و بے صبری نہیں ہے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو) پھر آپ دوبارہ اشکبار ہوگئے کہ آپ نے فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی اور دل غمگین ہوتا ہے۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ فرمایا اے ابراہیم بے شک ہم لوگ تمہارے فراق میں غمگین ہیں۔

اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ الباری نے ابو داؤد کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں:

قال میرک ورواه ابوداؤد و في رواية سندها حسن يا رسول الله اتبکی او لم تنه عن البكاء فقال لا ولكني نهيت عن النوح۔ (27)

یعنی میرک نے کہا کہ اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور ایک دوسری روایت میں جس کی سند حسن ہے یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ گریہ فرماتے ہیں۔ کیا آپ نے ہم لوگوں کو رونے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں !لیکن نوحہ کرنے سے منع کیا تھا۔ یہاں ایک اشتباہ ہو سکتا تھا کہ سرکار نے رونے سے منع بھی فرمایا اور اس کی اجازت بھی دیدی۔ ابوداؤ کی اس روایت سے دفع ہو جاتا ہے، رہی قبر پر چراغاں کرنے کی بات۔ قبر پر چراغ جلانا یا شادی وغیرہ میں سجاوٹ یا نمائش کے طور پر بہت سی روشنی کرنا یقیناً ممنوع ہے۔

لیکن پندرھویں شعبان المعظم کو زیارت قبور مسنون ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے:

عن عائشة (رضى الله عنها) قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فاذا هو بالبقيع فقال اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت يا رسول الله انى ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله تبارك وتعالىٰ ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب۔ (28)۔ (ورواہ ایضا ابن ماجہ وابن ابی شیبہ والبیہقی)

یعنی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے ایک رات حضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا میں نکلی، دیکھا آپ جنت البقیع (مقبرہ اہل

مدینہ) میں تشریف فرما ہیں حضور نے فرمایا کیا تم ڈر رہی تھیں کہ تم کو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کو قدرت کی جانب سے کوئی تکلیف پہنچ جائے گی، میں نے کہا یا رسول اللہ میرے خیال میں آیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے یہاں تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو آسمان دنیا کی طرف نزول تجلی فرماتا ہے۔ تو قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زائد تعداد میں لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔ (اس حدیث کو ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے)

لہٰذا زائرین کی آسانی کے لیے کہ کہیں دھنسی ہوئی قبر میں نہ گر جائیں یا ان کے کانٹے وغیرہ نہ چبھ جائیں یا کسی دوسری شے سے انھیں صدمہ نہ پہنچ جائے جواز کی صورت ہے، نیز اس لیے کہ بخاری شریف میں ہے: "انما الاعمال بالنیات" الی آخر الحدیث۔ جناب مفتی جی آیتوں اور حدیثوں کا صرف ترجمہ دیکھ کر الٹا پلٹا اجتہاد کر کے فتویٰ دے دیا کریں گے تو اس کا یہی حشر ہوگا۔ اسی قسم کے مجتہد جاہل کو آفت دین میں شمار کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کو احساس ہو جائے اور آپ جہالت والی تحقیق کا دعویٰ چھوڑ کر کسی مجتہد برحق کی تقلید کر کے راہ راست پر آجاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ أعلم وهو ولی التوفیق۔ إن أریدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ۔ وَمَا تَوْفِیقِی إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْقَدِیر۔

فقیر محمد نعمت اللہ قادری حبیبی غفرلہٗ

امام جامع مسجد گوجیدرہ ضلع بالاسور (حالیہ ضلع بھدرک، اڈیشہ)

حوالہ جات برائے انوار الھدایات

(1) ان اللہ حرم علی الارض --(ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ---الخ، ج۲، ص۲۹۱، حدیث ۱۶۳۷، دار المعرفہ، بیروت، لبنان)

(2) قول امام غزالی ''من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ'' ---(حاشیۃ مشکوۃ المصابیح، ص۱۵۴، باب زیارۃ القبور، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(3) اسے شیخ عبد الحق نے مشکوٰۃ کی دونوں شرحوں میں نقل فرمایا: (۱)اشعۃ اللمعات فارسی (کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج:۱، ص:۳۶۱) (۲) لمعات التنقیح، ج:۴، ص۲۱۵، دار النور)

(4) اللھم لا تجعل قبری وثنا---الخ (المؤطا للامام مالک، ج:۱، کتاب الصلاۃ، باب جامع الصلاۃ، ص:۴۳۶، ح:۴۱۶، مکتبۃ البشری)

(5)عن ابن عباس قال لعن---الخ (سنن ابی داؤد، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، ص:۴۷۲، ح:۳۲۳۶، باب فی زیارۃ النساء القبور)۔ ابوداؤد شریف میں اس کے پیش کردہ حدیث پاک مکمل ملی جبکہ ابن ماجہ شریف میں مختصر ملی جس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں: "لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیوارات القبور"۔ (سنن ابن ماجہ، ح:۱۵۷۵، ص:۳۶۸، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن زیارۃ النساء القبور، دار الفکر بیروت لبنان)

(6) فافتوا بغیر علم---الخ (مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۲۱۸، ح:۲۰۶، کتاب العلم، الفصل الاول، مکتبۃ البشریٰ کراچی، پاکستان)

(7)انما انا قاسم ----الخ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، ح:۷۱، ص:۳۰، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

(8)عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ----الخ (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب التصاویر، ص:۵۵۸، ح:۴۴۹۴، مکتبۃ البشری کراچی، پاکستان)

(9) انما الاعمال بالنیات ----الخ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، ح:۱، ص:۷، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

(10)عن ابی ھریرۃ --- من عادی لی ولیا --- الخ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ح:۶۵۰۲، ص:۱۶۱۸، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

(11)عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ----الخ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی عن السباب واللعن، ح:۶۰۴۵، ص:۱۵۱۴، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

(12)عن ابی ھریرۃ --- الخ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال، ح:۶۱۰۳، ص:۱۵۲۶، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر ----الخ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال، ح:۶۱۰۴)

(13)---- من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ ----الخ مسلم شریف میں یہ روای:
''من سن في الِاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بھا، بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا، ولا ینقص من اجورھم شيء، ومن سن في الِاسلام سنۃ سیئۃ فعمل بھا، بعدہ کتب علیہ مثل وزر من عمل بھا، ولا ینقص من اوزارھم شيء''۔(الصحیح لمسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ اور سیئۃ، ومن دعا الیٰ ھدی او ضلالۃ، ح:۶۸۹۵، ج:۷، مکتبۃ البشری کراچی، پاکستان)

(14) المسألۃ السادسۃ عشرۃ ---الخ (کتاب الروح، ج:۱، ص:۳۵۲، دار عالم الفوائد)

(15) واختلفوا فی العبادۃ البدنیۃ ----الخ (ص:۳۵۲تا ۳۵۳) "وذھب بعض اھل ----الخ "(ص:۳۵۳)

(16) فالدلیل علی انتفاعہ ---الخ (۳۵۳تا۳۵۴)

”من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ ----الخ (ص:۳۵۵)

(17) والدلیل علی انتفاعہ ----(ص۳۵۶)

”لکن قد دل ----“(ص:۳۵۶)

”اذا صلیتم علی المیت ----“(ص:۳۵۶)

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جنازۃ“---(ص:۳۵۷)

(18) حتی تمنیت ----الخ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازۃ و الصلاۃ علیھا، ح:۱۶۵۵، ص:۲۲۸تا۲۲۹، مکتبۃ البشری کراچی پاکستان)

"ھذا کثیر فی الاحادیث "----(کتاب الروح، ص:۳۵۷)

" دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "----(ص:۳۵۹)

(19) واما وصول ثواب الصدقۃ-(ص:۳۵۹تا۳۶۱)

(20) انک میت ----(تفسیر الخازن، آیت:۳۰، ج:۵، ص:۳۱۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

(21) عن ابن عباس ----(سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی فضل الشھادۃ، ح:۲۵۲۰، ص:۳۶۵، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

(22) اذا حضر المؤمن ---(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند من حضرہ الموت، ح:۱۶۲۹، ج:۲، ص:۲۱۴ تا ۲۱۵، مکتبۃ البشری کراچی، پاکستان)

(23) و قال سعید بن المسیب التقی ---الخ (کتاب الروح، المسئلۃ الثالثۃ، ھل تتلاقی ارواح الاحیاء وارواح الاموات، ص:۶۰)

(24) فلما کان یوم الیمامۃ ---- الخ (کتاب الروح، المسئلۃ الاولی، ھل تعرف الاموات بزیارۃ الاحیاء وسلامھم علیھم ام لا، ص:۳۸)

(25) وانما یغلط اکثر الناس ----(کتاب الروح، المسئلۃ الخامسۃ عشرۃ، فصل واما قول من قال الارواح علی الخ، ص:۳۰۵)

(26) عن انس قال دخلنا --مشکوٰۃ المصابیح، حدیث ۱۶۲۸، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الفصل الأول، ص:۱۵۱، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

حدثنا الحسن بن عبد العزیز الی عن انس ----الخ (بخاری شریف، ح:۱۳۰۳، کتاب الجنائز، باب قول النبی انا بک لمحزونون، ص:۲۰۵، مطبوعہ البشری)

(27) قال میرک ورواہ ----الخ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ح:۱۷۲۲، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الفصل الاول، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ)

(28) عن عائشۃ (رضی اللہ عنہا) قالت فقدت --الخ (ترمذی شریف، ح:۷۵۱، ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، مطبوعہ دار التاصید)

منقبت حضور نعمت ملت علیہ الرحمہ

کیوں نہ لب پر ہو ترے عشق کا نغمہ نعمت
تو ہے اللہ کے محبوب کا شیدا نعمت

یوں نہیں سارے جیبی ہیں فدائی تیرے
تو ہے سرکار مجاہد کا چہیتا نعمت

ہم کہ آنکھوں میں ترا خواب لیے پھرتے ہیں
پھر دکھا دے وہ ہمیں چاند سا چہرہ نعمت

ایک یہ بھی ہے تری شان ولایت کی دلیل
بعد رحلت بھی ترا خون تھا تازہ نعمت

دن کے لمحات ہوں یا رات کی خاموش گھڑی
تیرے حجرے میں بچھا رہتا مصلی نعمت

ظلم کی دھوپ کا کچھ تجھ پہ اثر کیا ہوگا
شاہ حامد کا ترے سر پہ ہے سایہ نعمت

اہل سنت کے لیے پھول کی صورت نازک
بد عقیدوں کے لیے غیظ کا شعلہ نعمت

گوجیدرہ کی زمیں مثل دلھن لگتی ہے
ہم براتی ہیں ، تو ہے حامدی دولھا نعمت

تجھ سے چھوٹا نہ کبھی دامن اعلی حضرت

تیری سیرت کا یہی تو ہے خلاصہ نعمت
تونے دنیا میں اگر اپنا بنایا ہے ہمیں
حشر کے دن بھی نہیں چھوڑنا تنہا نعمت
تیری توصیف کا حق کیا ہو ادا صابر سے
تو کہاں ، اور کہاں مجھ سا نکما نعمت

ابوالاشرف محمد صابر حسین مجاہدی

صابر پور، باسودیو پور، بھدرک (اڈیشا)

۲۴/ جولائی ۲۰۲۲ء بروز اتوار

حضور نعمت ملت ایک نظر میں

اس عالم رنگ و بو میں بے شمار افراد انسانی وجود پذیر ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پیوند خاک ہو گیے۔ کتنی ہستیاں صفحہ ہستی پر نمودار ہوئیں اور پردہ عدم میں روپوش ہو گئیں۔ از آدم تا ایں دم لاتعداد انسانوں نے جنم لیا اور اس دار فانی کو خیر آباد کہہ کر رخصت ہو گئے۔ روز مرہ آمد و رفت کا یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔

لیکن کتنے موئقر لوگوں کو اس دنیا نے یاد رکھا؟ اور کتنے عظیم افراد کو تاریخ نے اپنے دامن میں محفوظ رکھا؟ ایسے نفوسِ قدسیہ اور جامع کمالات اشخاص کی تعداد ہر دور میں قلیل ہی رہی ہے جنھوں نے گم گشتگان راہ منزل کی صحیح رہنمائی فرمائی، نور توحید سے تاریک قلوب کو مجلی و مصفی فرمایا، عشق رسول ﷺ سے سرشار کیا اور سینوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی جوت جگائی، عظمت رسول ﷺ سے آشنا کیا اور بے شمار اوصافِ حمیدہ و فضائل حسنہ کا خوگر بنا کر لاتعداد محاسن جلیلہ اور شمائل حمیدہ کے آبدار موتیوں سے ظاہر و باطن کو مزین فرمایا۔

آئیے میں آپ کو ایسی ہی ہستی سے متعارف کراوں جس کے افعال و اقوال، کردار و اعمال اور شب و روز کے معمولات ہمارے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ جس نے نصف صدی تک دین و ملت کی حفاظت و پاسبانی کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا جس کی بدولت آج دنیا ان کو حضور نعمت ملت اور قاری ملت کے نام سے پہچانتی ہے۔

ولادت باسعادت

رئیس القراء، فاتح گوجیدرہ، علامہ شاہ محمد نعمت اللہ قادری حامدی حبیبی علیہ الرحمہ کی

ولادت با سعادت ۱۴/ جمادالاولی ۱۳۳۵ھ بمطابق ۸ / مارچ ۱۹۱۷ء بروز جمعرات محلہ گوری، ضلع غازی پور، اترپردیش میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت

حضور نعمت ملت علیہ الرحمہ کے والد نور محمد مرحوم اور والدہ حشمت بی بی مرحومہ دیندار اور خدا ترس لوگ تھے۔ ولادت کو نعمت الہی سمجھ کر آپ کا نام محمد نعمت اللہ رکھا گیا۔ ابتدائی تعلیم محلہ گوری کے اسکول سے شروع ہوئی لیکن جب مالی پریشانی کے باعث تعلیم متاثر ہوئی تو آپ بنارس آکر ساڑھی کا کام کرنے لگے مگر دل میں ذوق علم برقرار رہا فضل الہی سے دن میں کام کرتے اور رات میں قرآن کی تعلیم حاصل کرتے یہاں تک کہ آپ نے حفظ قرآن مکمل کر لیا۔ استاذ قاری رحمت اللہ حبیبی کے مشورے پر الہ آباد پہنچے اور حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے زیر سایہ تعلیم کا نیا سفر شروع ہوا مدرسہ تعلیم القرآن پھر جامعہ حبیبیہ الہ آباد میں فارسی، عربی، قرأت سبعہ، مشکوٰۃ المصابیح اور ترمذی شریف تک تعلیم حاصل کی۔ حضرت مجاہد ملت کی روحانی تربیت، علمی رہنمائی اور سفر حرمین میں بخاری شریف کا درس آپ کی تعلیم کا روشن باب ہیں۔

مشاہیر اساتذۂ کرام

مجاہد ملت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمن عباسی ہاشمی، شمس العلماء مفتی نظام الدین حبیبی، مفتی عبدالرب حبیبی، مولانا نعیم اللہ خان حبیبی، قاری رحمت اللہ حبیبی، حافظ عبدالوحید الہ آبادی علیہم الرحمہ۔

تدریسی خدمات

حصول علم کے دوران آپ نے حفظ قرآن کی تدریس شروع کر دی تھی مگر دورہ حدیث کے اثناء میں وقت کی قلت محسوس ہوئی تو آپ نے سلسلۂ تدریس منقطع کر دیا پھر بعد فراغت مولانا نعیم اللہ خان کی دعوت پر جامعہ حبیبیہ میں درس و تدریس باضابطہ شروع کیا۔ آپ کو معمولی تنخواہ ملتی اور مسجد کی امامت سے کچھ آمدنی ہوتی جس سے گزر بسر ہو تا رہا۔ آپ طویل عرصہ تک ناظرہ، حفظ قرآن اور ابتدائی دینی کتب کی تدریس سے وابستہ رہے۔

مشاہیر تلامذۂ کرام

حضرت مولانا محمد شمیم اشرف ازہری، حضرت مولانا سید محمد اشرف حبیبی، حضرت مولانا محمد علی جناح حبیبی، حضرت قاری فتح محمد حبیبی، حضرت قاری محمد قمر الدین حبیبی، حضرت قاری محمد تاج الدین حبیبی علیہم الرحمہ۔

بیعت و خلافت

سلسلۂ رضویہ میں شہزادۂ سرکار اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ حضور مجاہد ملت الشاہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی علیہ الرحمہ نے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ سلسلۂ قادریہ رضویہ حبیبیہ میں لوگوں کو بیعت فرماتے۔ ملک کے طول و عرض میں ہزاروں مریدین و معتقدین نعمت ملت کے دامن کرم سے وابستہ ہیں۔

حج و زیارت:

حضرت نعمت ملت کو ۱۵ ر بار حرمین شریفین کی زیارت اور حج کا شرف حاصل ہوا۔

یہ ان کی اللہ سے محبت، دینی جذبے اور عبادت سے گہری وابستگی کا آئینہ دار ہے۔ بار بار حج کی توفیق ملنا محض استطاعت نہیں بلکہ خاص قبولیت کی علامت بھی ہے۔

مناظرہ:

غیر مقلدین کے اس الزام پر کہ قاری صاحب کو کچھ نہیں آتا وہ فقط حافظ ہیں حدیث کا انہیں کچھ علم نہیں آپ نے فرمایا! ہم تو وہابیوں کو حرامی کہتے ہیں آپ اپنا حلالی اور ثابت النسب ہونا کسی حدیث سے ثابت کر دو! اس پر چند ایام تک تحریری بحث و مباحثہ جاری رہا مگر جب اینٹ کا جواب پتھر سے ملا تو دنیائے وہابیت پر سکتہ طاری ہو گیا اور بحث منقطع ہو گئی۔

تصنیف:

تحریری مباحثہ سے تھک ہار کر اہل حدیثوں نے ایک کتابچہ بنام **"الآیات البینات"** شائع کیا مریدین و معتقدین کے اصرار پر آپ نے اس کا منہ توڑ جواب **"انوار الهدایات"** نامی کتاب لکھ کر دیا جس کا مقابلہ جماعت اہل حدیث میں آج تک کوئی نہ کر سکا۔

نعمت ملت کی اہم یادگاریں:

جامع مسجد گوجیدرہ، دار العلوم حبیبیہ نعمتیہ گوجیدرہ، مدرستہ البنات گوجیدرہ، مسجد و مدرسہ حبیبیہ نعمتیہ کمال پور، مسجد و مدرسہ حبیبیہ نعمتیہ عبداللہ نگر، مسجد و مدرسہ حبیبیہ نعمتیہ آمنہ آباد، اس کے علاوہ بہت سے علاقوں خاص کر اڑیسہ کے کٹک شہر میں آپ کی یادگاریں موجود ہیں۔

وصال

حضرت نعمت ملت کا وصال ۲۴/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۳۰/ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو کٹک شفا ہسپتال میں دن ۱۱/ بجکر ۴۰/ منٹ پر ہوا۔ آپ کا جنازہ مبارکہ کٹک سے آستانۂ مجاہد ملت دھام نگر شریف ہوتے ہوئے گوجیدرہ لایا گیا نیز حضرت علیہ الرحمہ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ نواسۂ سرکار مجاہد ملت حضور حبیب ملت الحاج سید غلام محمد حبیبی صاحب قبلہ نے پڑھائی۔

اللہ تعالی بزرگان دین کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض کرے، ان کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

غیر مقلدین کے رد میں لکھی جانے والی کتابیں

(مختصر فہرست کتاب، مصنف، ناشر)

اسمائے کتب	مصنفین	ناشرین
رسائل امام احمد رضا (مجموعہ)	امام احمد رضا بریلوی	کتب خانہ امام احمد رضا
جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد	علامہ شاہ وصی احمد سورتی	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور
الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین	علامہ منصور علی خان مرادآبادی	النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
آفتاب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صمصام قادری	علامہ فقیر محمد جہلم	جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی
رسائل اویسیہ	مفتی فیض احمد اویسی	
شیشے کا گھر	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	
تنویر الحق	مولانا محمد قطب الدین دہلوی	
احادیث ضعیفہ اور احکام فقہیہ	مولانا طارق انور مصباحی	
غیر مقلدین کے عقائد و مسائل	شکیل احمد نوری	رضا اکیڈمی
غیر مقلدین یعنی فرقہ نام نہاد اہلحدیث وہابی	مفتی عبدالوہاب	تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان
دلائل احناف	مفتی انس رضا قادری	

فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام	مولانا طارق انور مصباحی	مجلس علمائے جھارکھنڈ
فتوحات احناف (مقیاس نور)	مولانا محمد عمر اچھروی	مکتبہ سلطانیہ لاہور
مسائل قربانی اور غیر مقلدین	مولانا کاشف اقبال مدنی	کرمانوالہ بک شاپ
۸ / رکعات تراویح کا تحقیقی جائزہ	محمد نعیم اللہ خان قادری	مکتبہ فیضان اولیاء کامونکی
تشہد میں انگلی ہلانا	مفتی رضاء الحق اشرفی	اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی
ضعیف احادیث پر غیر مقلدین کا عمل	حافظ سید واحد علی قادری	
گردن کا مسح ثبوت واستحباب	مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی	نوری دارالافتاء کاشی پور
سلفیوں کا اجتہاد باطل	مولانا طارق انور مصباحی	
غیر مقلدین کو دعوت انصاف (۴ / جلدیں)	محمد نعیم اللہ خان قادری	فیضان مدینہ پبلیکیشنز
غیر مقلدین کا علمی محاسبہ	محمد نعیم اللہ خان قادری	فیضان مدینہ پبلیکیشنز
احادیث صحیحین سے غیر مقلدین کا انحراف	مفتی نظام الدین رضوی	مجلس برکات
انبیاء کرام گناہ سے پاک ہیں	امام احمد رضا خان بریلوی	ادارہ تحفظ عقائد اہلسنت پاکستان
عقد الدّرۃ فی عقد الیدین تحت	مفتی رضا الحق اشرفی	اہل سنت ریسرچ سینٹر

السرۃ		ممبئی
توضیح دلائل و تصریح ابحاث فرید کوٹ	مولانا غلام دستگیر قصوری	
انوار نعمانیہ	مولانا محمد فضل الدین گجراتی	
حقیقت توحید یا منشاء توہین	مولانا مفتی مظفر علی نوری	
اہل سنت کی حقانیت کا غیر مقلدین سے ثبوت	میثم عباس قادری	
تقلید شخصی ضروری ہے	مولانا تطہیر احمد رضوی	
غیر مقلدین کے مکر و فریب	احمد علی حنفی	
خاصیت غیر مقلدین مع کرشمہ ترک تقلید	احمد علی حنفی	
غیر مقلدین سے منصفانہ سوالات	محمد خالد قادری مجیدی	شہید بغداد ویلفیئر فاؤنڈیشن ٹرسٹ
فقہ حنفی اور اس پر غیر مقلدین کے اعتراضات کی حقیقت	ابو اسامہ ظفر القادری	التحقیقات الاسلامیہ فاؤنڈیشن

صاحبِ کتاب اور کتاب

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضور شارح بخاری وفقیہ العصر مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "موصوف علمائے اہل سنت میں اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہیں زیور علم سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ حسن عمل حسن خلق زہد ورع کے ساتھ بھی مزین ہیں یہ رسالہ ان کے وسعت معلومات، نقطہ رسی، دقیقہ بینی کا ایک اچھا نمونہ ہے اس رسالے نے غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی قلعی اچھی طرح کھول دی ہے۔

خلیفۂ حضور مجاہد ملت وحید الزمان لسان العصر حضرت علامہ الحاج محمد عاشق الرحمٰن صاحب حبیبی قادری علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں، یہ کتاب بعض غیر مقلدین کے چند سوالات پر مفتی مرکز غیر مقلدین کی دیے ہوئے جوابات پر مشتمل کتاب الآیات البینات فی رد الشرک والبدعات کا جواب ہے۔

سائل صاحب کے سوالات تو عجیب غریب تھے ہی مفتی صاحب کے وہ جوابات جن کو انہوں نے "سوال از آسمان جواب از ریسمان" کا مصداق بنایا ہے عجیب تر ہیں انوار الہدایات میں ان کے جوابات کی اس خصوصیت کو واضح کیا گیا ہے۔

خلیفۂ حضور مجاہد ملت قاضی الہ آباد حضرت مولانا الحاج سید مقبول حسین صاحب حبیبی قادری علیہ الرحمہ رقم کرتے ہیں، کتاب مذکور میں اخی مکرم نے مفتی مرکز غیر مقلدین کے فتوے کی حقیقت کو بے نقاب فرما کر حق کو واضح کر کے امت المسلمین کو موجود غیر مقلدین کے مکر و فریب سے بچانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔

NEYMATI PUBLICATION
Gujidarada,Bhadrak,Odisha
India. Pin code: 756128
6370087450